

سلسلہ دار التصفیف صوفیہ نمبر (۲۳۶)

ISBN 81 - 87702 - 19 - 2

جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب	:	رسالہ فاتحہ اموات
مؤلف	:	مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری
کمپیوٹر کتابت	:	مصطفیٰ سعید
		SSS Computer Graphics
		21-1-247، بازار گھانسی، نزد ہائی کورٹ
		رکاب گنج حیدر آباد۔ فون نمبر: 4562636, 4572192
مقام طباعت	:	اولیس گرافکس۔ حیدر آباد
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
سن اشاعت	:	رمضان ۱۴۲۱ھ م ڈسمبر ۲۰۰۰ء
ہدیہ	:	Rs.15/- (پندرہ روپیہ سکہ ہند)

-----

کتاب ملنے کے پتے

- (۱) تصوف منزل 21-1-247 قریب ہائیکورٹ، حیدر آباد۔ فون: 4562636
- (۲) 16-9-690 قریب پانی کی ٹانگی قدیم ملک پیٹ۔ حیدر آباد۔ فون: 4550540
- (۳) ہمالیہ بک ڈپو۔ مکرم جاہی روڈ۔ حیدر آباد فون: 4612145
- (۴) ایشین ٹیکسٹائل۔ روہر سکندر آباد ریلوے اسٹیشن۔ سکندر آباد۔ فون: 7703409
- (۵) ہلال پن اسٹور گلزار حوض و شاخ تالاب سٹرو روڈ حیدر آباد فون: 4566277

355/Rof

هو الباقي

رَبِّاغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

رسالہ

# فاتحہ انمولت

یعنی

ایصال ثواب، فاتحہ، زیارت، چہلم، برسی، عرس اور نیاز

کا شرعی جواز و ثبوت اور مسنون طریقہ

افادات

حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری نور اللہ مرقدہ

مرتبہ

حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ

(صدر کل ہند جمعیتہ الشانخ)

اشاعت

سید الصوفیہ اکیڈمی (رجسٹرڈ)

21-1-247 تصوف منزل - قریب ہائی کورٹ - حیدرآباد - (اے۔ پی) انڈیا

ISBN 81 - 87702 - 19 - 2

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷	بدنی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث	۱	انسانی حیات۔ موت سے پہلے اور بعد
۱۹	مالی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث	۱	جسمِ انسانی رہنے کے چار مقامات
	بدنی و مالی مرکب عبادات کے ایصالِ ثواب کی	۱	شکمِ مادر
۲۲	احادیث	۱	دنیا
۲۴	ایصالِ ثواب کا ثبوت فقہ کی روشنی میں	۱	برزخ
	ایصالِ ثواب کے ثبوت میں محدثین و صالحین	۲	دارالقرار
۲۵	کے اقوال	۲	موت اٹل ہے
	منکرین کے پیشواؤں کے اقوال سے ایصال	۲	موت کی سختی:
۲۸	ثواب کا ثبوت	۳	موت اور قبر کا حال سب کیلئے یکساں نہیں
۲۹	فاتحہ کا مروجہ طریقہ اور اس کا شرعی ثبوت	۳	نیک بندے کی موت
۲۹	فاتحہ کی وجہ تسمیہ	۵	روحِ مصطفیٰ قبض کئے جانے کا حال
۲۹	فاتحہ خوانی	۵	حیاتِ النبی
	اطعامِ طعام	۶	سوئے خاتمہ کے اسباب
۳۲	طعام سامنے رکھ کر پڑھنا	۷	نیک بندہ کی قبر
۳۵	فاتحہٴ خلاص و درود کا جواز	۸	نافرمان بندے کی قبر
۳۵	سورہ فاتحہ کی فضیلت	۸	عذابِ قبر
۳۷	سورہ اخلاص کی فضیلت	۹	عذابِ قبر کے اسباب
۳۸	درود شریف کی فضیلت	۱۰	عذابِ قبر سے بچنے والی باتیں
۳۸	طعام یا حلوے پر اعتراض کا جواب	۱۰	حیاتِ اموات
۳۸	سورہ فاتحہ جمع سورہ اخلاص کی فضیلت	۱۲	کفار کے اموات بھی سنتے ہیں
۳۹	ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	۱۳	برزخی زندگی کا امن و اطمینان
۳۹	دعا کی فضیلت	۱۳	انسانی تخلیق کا مقصد عبادت ہے
۴۰	دعاء کے آداب	۱۴	عبادت تین قسم کی ہے
۴۱	زیارتِ سائے، دسواں، چہلم، برسی اور عرس کا جواز	۱۴	بدنی عبادت
۴۱	دن یا مہینہ کا تعین	۱۴	مالی عبادت
۴۳	نذر و نیاز کا جواز	۱۴	بدنی و مالی عبادت
	عوام کیلئے تخفیفِ عذاب اور خواص کیلئے بلندی	۱۴	ایصالِ ثواب
۴۵	درجات	۱۵	ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن سے
۴۵	منکرین کی ایک غلط دلیل کا جواب	۱۷	ایصالِ ثواب کا ثبوت احادیث سے

## کلماتِ تعارف

اسلام نے دنیا کی چند روزہ عارضی زندگی کو ”متاعِ قلیل“ قرار دیتے ہوئے عقبی یا آخرت کی ابدی زندگی کی تیاری پر زیادہ سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا جہاں اسلامی اخلاقیات کا لازمہ ہے وہیں اس دار فانی سے کوچ کر جانے والوں کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی بھی دین میں ہدایت دی گئی ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میری امت مرحومہ اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور قبروں سے ایسی نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہو سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کے سبب اسکو گناہوں سے پاک و صاف کر دیگا۔

جمہور اہل سنت والجماعت کا راسخ عقیدہ ہے کہ زندوں کے نیک عمل کا فائدہ ’اموات یعنی مردوں کو پہنچتا ہے جسکو شرعی اصطلاح میں ”ایصالِ ثواب“ کہتے ہیں جسکا منکر معتزلہ نامی ایک گمراہ فرقہ صدیوں قبل پیدا ہوا تھا جو اپنی موت آپ مر گیا لیکن آج کے بے دینی کے دور میں ایسے ہی گمراہ عقائد کے حامل چند عناصر اپنا سراٹھاتے نظر آ رہے ہیں جو اپنے باطل مذہب کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو طرح طرح سے گمراہ کرنے کی مذموم کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ عناصر کبھی تو فاتحہ ’سیوم‘ ’چہلم‘ یا عرس وغیرہ کو بڑی بدعت کا نام دیتے ہیں تو کبھی طعام سامنے رکھ کر فاتحہ یا کایت قرآنی کی تلاوت کرنے کو پوجا پاٹ بلکہ شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا کہ شرعی دلائل کے ذریعہ عامۃ المسلمین خصوصاً ملت کے نو نہالوں پر واضح کر دیا جائے کہ ”ایصالِ ثواب“ کے اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور عمل بالکل صحیح اور کتاب و سنت کے عین مطابق ہے۔

آج سے زائد از نصف صدی قبل میرے جد امجد حضرت سید الصوفیہ مفتی و محدث دکن سید شاہ احمد علی صوفی حسی حسینی قادری علیہ الرحمۃ والرضواں نے اپنی بے شمار تصانیف کے علاوہ تقریباً پچاس سال تک اپنی زیرِ ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ”رسالہ صوفی اعظم“ میں متعدد دینی موضوعات پر اپنے پُر مغز مقالہ جات کی اشاعت کے ذریعہ ملت و مسلک کی عظیم علمی خدمت انجام دی ہے جسکا مطالعہ آج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ چنانچہ والدی و مرشدی

حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ العالی صدر کل ہند جمعیتہ المشائخ نے ”فاتحہ اموات“ کے زیر عنوان رسالہ صوفی اعظم کے شمارہ جات سال ۱۳۵۵ھ ہجری میں شائع شدہ مضامین کی جمع و ترتیب اور تلخیص و تشریح کا کام بڑی عرق ریزی سے انجام دیا اور قرآنی آیات کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد وغیرہ کی کوئی (۸۰) معتبر و مستند کتابوں کے حوالوں سے علمی و عقلی دلائل کے ذریعہ مسئلہ ایصالِ ثواب پر کئے جانے والے سب ہی اعتراضات کے ٹھوس جوابات دئے ہیں۔

رسالہ ”فاتحہ اموات“ کی طباعت کے مصارف میں مولانا مرزا اعظم علی بیگ صاحب معینی نیازی ریٹائرڈ انجینئر بی بی بی ای ایل نے اپنے والد مولانا مرزا معین اللہ بیگ المعروف معین اللہ شاہ نیازی سنی چشتی قادری مرحوم کیلئے اور مولانا سید شاہ انور علی واصف سنی چشتی قادری سیول انجینئر نے اپنے والد مولانا سید شاہ نور علی چشتی قادری مرحوم کیلئے نیز فرزند ان عبد الوہاب صاحب صوفیانی مرحوم مالک ہلال پن اسٹور گلزار حوض نے اپنے والد مرحوم کیلئے ایصالِ ثواب کی نیت سے اپنا اپنا مالی تعاون شریک فرمایا جسکے لئے سید الصوفیہ اکیڈمی بے حد ممنون ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان مرحومین کی قبروں میں نور کے بقیے اور رحمت کے الطباق نازل فرمائے اور فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

قارئین کرام سے التماس ہے کہ ہمیں کتابت میں سہویا طباعت میں محو پایا جائے تو ازراہ عفو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکا لحاظ رکھا جاسکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُخْتَارِ وَ  
عَلٰی اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَ اَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ اَجْمَعِينَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ فقط

معتد سید الصوفیہ اکیڈمی  
حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری  
مولوی فاضل جامعہ نظامیہ  
مم۔ اے (گولڈ میڈلٹ) ریسرچ اسکالر (عثمانیہ یونیورسٹی)

مرقوم ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ  
م ۱۱ دسمبر ۲۰۰۰ء دوشنبہ  
تصوف منزل قریب ہائیکورٹ۔  
حیدرآباد۔ آندھرا پردیش۔

## انسانی حیات۔ موت سے پہلے اور بعد

جسم انسانی کے چار مقامات : انسانی جسم کے رہنے کے چار مقامات ہیں (۱) شکم مادر (۲) دنیا (۳) برزخ (۴) دارالقرار جس کی تفصیل درج ذیل ہے (۱) شکم مادر : جسم انسانی کا پہلا گھر اسکی ماں کا شکم (رحم) ہوتا ہے جہاں پیدائش سے پہلے اسکی مرحلہ وار پرورش فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ خالق کر دگار نے قرآن پاک میں شکم مادر کے اندر انسانی جسم کی تخلیق کے مختلف مراحل کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ (مومنون۔ ۱۴) یعنی ”ہم نے نطفہ (پانی کی بوند) کو علقہ (خون کا لوتھڑا) بنایا پھر علقہ کو مُضْغَہ (گوشت کی بوٹی) بنایا پھر مُضْغَہ کو عِظْمًا (ہڈیاں) پھر ان ہڈیوں کو لَحْمًا (گوشت) پہنایا پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق کا روپ بخشا۔

(۲) دنیا : اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقررہ ساعت میں انسان شکم مادر سے اس دنیا عالم مثال میں پیدا ہوتا ہے جو جسم انسانی کا دوسرا گھر ہوتا ہے۔ دنیاوی زندگی کسنی جوانی، ادھیڑ پن اور بڑھاپے کے مراحل سے گزر سکتی ہے یا ان میں سے کسی ایک مرحلہ میں ہی اسکی زندگی کی معیاد ختم ہوتی ہے تو بموجب ارشاد الہی ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ (مومنون۔ ۱۵) یعنی اس کے بعد تم سب ضرور مرنے والے ہو۔

(۳) برزخ : اسی سورہ مومنون کی آیت (۱۶) ہے ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَبْعَتُونَ یعنی پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ موت کے بعد قیامت کے دن تک جسم انسانی کا گھر برزخ کہلاتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (مومنون۔ ۱۰۰) یعنی اور ان کے آگے ایک برزخ (اُور) ہے اس دن تک جب وہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

در اصل دو چیزوں کے درمیان آڑیا رکاوٹ ہو تو اسے برزخ کہتے ہیں۔ یہاں برزخ سے مراد موت اور قیامت کا درمیانی عرصہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قبر ہے (ضیاء القرآن)

نوٹ: اگر جسم کی تدفین قبر میں نہ ہو سکی بلکہ حادثہ کے طور پر جسم آگ میں جل گیا یا پانی میں غرق ہو کر مچھلیوں کی غذا بن گیا یا درندے نے پھاڑ کھایا تو ایسی صورت میں بھی حق تعالیٰ قیامت کے دن اسکے جسم کے جملہ ذرات کو اپنی قدرت سے یکجا کر کے زندہ اٹھائے گا جو قرآن سے خود ثابت ہے۔

(۴) دارالقرار: آٹھ بہشتوں میں سے ایک بہشت یعنی جنت کے آٹھ باغوں میں سے ایک باغ جو جنتی انسانوں کے لئے جسموں کے رہنے کا آخری مقام ہے۔ (غیاث) موت اٹل ہے: قرآن میں ارشاد ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (عنکبوت۔ ۵۷) یعنی ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ جسم سے روح کے جدا ہونے کا نام موت ہے۔ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہماری روح قبض کرنے پر مامور فرمایا ہے جسکے وقت و مقام سے انھیں واقف فرما دیا گیا ہے۔ اس سے ایک لمحہ آگے ہوتا ہے نہ پیچھے۔

موت کی سختی: (۱) رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ موت کے درد اور گلے میں رکنے کی تکلیف تلوار کی تین سو چوٹ کے برابر ہے۔ اگر موت کا ایک قطرہ تمام دنیا کی پہاڑیوں پر ڈال دیا جائے تو پہاڑ گل جائیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ موت ایسی ہے جیسے گرم سیخ کو کچی روٹی میں رکھ کر کھینچ لیا جائے۔

(۳) حضرت اوزاعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مردے کو مرنے کا درد، قبر سے دوبارہ اٹھنے تک رہا کرتا ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ موت کے وقت اپنے نفس کو ایسا پایا جیسا کہ زندہ چڑیا کو دیگچی میں چھوڑ دیں تو وہ نہ مرنے اور نہ اڑ کر جاسکتی ہے یا جس طرح زندہ بحری کی کھال قصاب کے ہاتھ سے چھیلی جائے۔ (مذاق العارفین)

(۵) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موت سے متعلق پوچھنے پر فرمایا ”پیری کے درخت کی شاخ ہر رگ سے لگ گئی اور پھر اسکو کوئی کھینچے یہ موت کی آسان تر تکلیف ہے۔“

(۶) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت دنیا و آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دیگ میں پکادینے، جسم پر آرے کے چل جانے اور قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے۔ (طی)

موت اور قبر کا حال سب کیلئے یکساں نہیں: اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہر ایک کو موت کا مزا اچکھنا اور اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے لیکن جس طرح دنیا میں ہر انسان کی زندگی یکساں نہیں ہوتی اسی طرح ہر انسان کی موت بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اللہ والوں کے لئے موت موجب راحت و رحمت ہوتی ہے اور خدا و رسول کے نافرمانوں کیلئے موت سخت تکلیف دہ اور شدید ہوتی ہے۔

اور جس طرح دنیا میں ہر انسان کا گھر ایک جیسا نہیں ہوا کرتا اسی طرح مرنے کے بعد ہر ایک کی قبر کا حال بھی یکساں نہیں ہوتا چنانچہ حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور کسی کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے (مکھوۃ)

نیک بندے کی موت: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اپنے کسی نیک و محبوب بندے کی وفات کے وقت ملک الموت کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ میرے دوست کے پاس جا اور اسے لے آ۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں سے نجات بخشدوں کیونکہ رنج و راحت دونوں کی آزمائش میں اسے میں نے اپنی رضا کے مطابق پایا۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام



پانچ سو خوب صورت چہروں والے فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس نیک بندے کے پاس آتے ہیں اور اپنے ساتھ جنتی خوشبودار کفن اور مہکتے ہوئے رنگ برنگ پھولوں کی شاخیں نیز مشک سے معطر سفید ریشم لاتے ہیں اور قبض روح سے قبل سب اس بندے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اسکے ایک عضو پر رکھ لیتا ہے اور مشک میں بسا ہوا ریشم اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر کھلے ہوئے دروازہ جنت کی طرف اسکا رخ کر دیتا ہے۔ وہ نیک بندہ کبھی اپنی جنتی ازواج کی طرف کبھی پوشاک کی طرف اور کبھی پھولوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس پر ملک الموت ماں سے زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں اور اسکی روح اس قدر نرمی کے ساتھ نکالی جاتی ہے جس طرح کہ آٹے میں سے بال۔ اس وقت زمین کے وہ حصے رونے لگتے ہیں جن پر یہ نیک بندہ عبادت کیا کرتا تھا۔ نیز ہر وہ آسمانی دروازہ جس سے اسکی نیکیاں اوپر جاتی تھیں اور جس دروازے سے اس پر رزق نازل ہوتا تھا وہ بھی چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ روح قبض ہوتے ہی وہ پانچ سو فرشتے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے کفن پہنانے سے پہلے یہ فرشتے اس میت کو کفن پہنا دیتے ہیں۔ کسی کی خوشبو لگانے سے پہلے فرشتے اسے خوشبو لگا دیتے ہیں۔ پھر اسکے گھر سے لیکر قبر تک فرشتے دونوں طرف قطاروں میں کھڑے ہو کر اسکے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (شرح الصدور)

مشکوٰۃ کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ملک الموت علیہ السلام اپنے نرم و شیریں لہجے میں قبض روح کے وقت فرماتے ہیں۔ ”نکل اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی نکل“ تو قابل تعریف ہے اور تو راحت و خوشبو اور اس رب کی بشارت حاصل کر جو تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔“ پھر فرشتوں کی مقدس جماعت اس کی روح کو جنتی کفن میں لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور اسکے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ملائکہ کی جماعت یہ کہتے ہوئے اس پاک روح کا استقبال کرتی ہے۔ ”خوش آمدید! اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی داخل ہو جا تو قابل تعریف ہے اور تجھ کو راحت و ریحان کی اور اس رب کے دیدار کی بشارت دی جاتی ہے جو تجھ پر کبھی ناراض نہ ہوگا“ پھر اسی کی گونج میں یہ مبارک روح جبار گاہ ایزدی میں باریاب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

روحِ مصطفیٰ قبض کئے جانے کا حال : یہ تو امتِ مصطفیٰ کے نیک بندوں اور اولیاء اللہ کی ارواح کے قبض کرنے کا اہتمام و استقبال ہے تو پھر تاجدار امت ﷺ کے وصال و استقبال کی کیفیت کیا ہوگی؟ چنانچہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وصال نبوی سے قبل جبرئیل علیہ السلام مزاج پر سی کیلئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بے چین اور مغموم ہوں اتنے میں عزرائیل علیہ السلام بھی پہنچے جن کا تعارف کراتے ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ ملک الموت ہیں جو حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے انھوں نے کسی سے ایسی اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی سے اجازت چاہیں گے۔ آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ ملک الموت حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ ﷺ کی فرمانبرداری بجالاؤں لہذا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو آپ کی روح قبض کر لوں اگر آپ نہ چاہیں تو قبض نہ کروں۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ملک الموت کیا تم اس پر مامور ہو تو جواب دیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ، حق تعالیٰ آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ملک الموت تم ! اللہ عزوجل کا حکم بجالاؤ۔ چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی۔ (شرح الصدور)

حیات النبی : (۱) قانون فطرت کے مطابق ایک نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے جسکی بنا پر ان کا کفن و دفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح انکے جسم کی پرورش اور تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے انکے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے، ان سے سلام سنتے، ان کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ (نور العرفان)

(۲) نبی کے جسم سے روح صرف ایک آن کیلئے علیحدہ ہوتی ہے پھر انکی حیات باقی رہتی ہے اور انکے جسم بے جان نہیں ہونے پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں ان پر بہت سے زندگی کے احکام جاری رہتے ہیں۔ مثلاً میراث کا تقسیم نہ ہونا اور ان کی ازواج کا دوسروں سے نکاح

نہ کرنا وغیرہ۔

(۳) قرآن نے لیک شہید کو ”بَلْ أَحْيَاءُ“ کی سند دیکر زندہ قرار دیا ہے۔ پھر ایک نبی کا درجہ

اور مرتبہ تو ایک شہید سے بڑا اور بلند ہوتا ہے۔ لہذا نبی کا بھی زندہ رہنا تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي

قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (شرح الصدور۔ جذب القلوب) یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں

زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ شب معراج میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے مشاہدہ کے بعد

فرمایا کہ ”میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا“۔ (جہ اللہ العالمین)

سوءِ خاتمہ کے اسباب : حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خاتمہ کے لحاظ سے

نیک و بد کا حکم لگایا جائے گا یعنی اگر خاتمہ اچھا ہو تو خیر گذری اور اگر خدا نخواستہ خاتمہ برا ہو تو

مشکل ہے اللہ تعالیٰ بچائے۔

خاتمہ بالخیر نہ ہونے کا ایک سبب مانباپ کی ناراضی ہے۔ والدہ کی رضا مندی

خاتمہ بالخیر ہونے کا سبب ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علقمہ نامی ایک نوجوان جب حالت نزع میں تھا، اسے کلمہ

تلقین کیا گیا تو نہ کہہ سکا۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لے گئے اور

فرمایا کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اس نے کہا مجھ سے کہا نہیں جاتا۔ فرمایا ”کیوں“ تو کہا میں

اپنی ماں کو ستاتا تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے اسکی ناراض ماں کو بلا کر فرمایا ”ایک عظیم الشان

آگ بھڑکائی جائے گی اور اگر تو اپنے بیٹے کی شفاعت نہ کرے تو ہم اسکو جلا دیں دے۔“ ماں

نے کہا ”الہی میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی

ہوں۔“ اس کے بعد سید عالم ﷺ نے جوان سے فرمایا کہ اے لڑکے اب کہہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اس جوان نے کلمہ پڑھا اور

انتقال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شکر ہے اس خدا تعالیٰ کا جس نے اسکو میرے وسیلے دوزخ

(طبرانی۔ معجم۔ طی الفرائح)

سے بچالیا۔

(۲) خاتمہ براہونے کا ایک سبب پڑوسیوں کی ناراضی بھی ہے۔ عمر بن حنظل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جبکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسکو مرنے کے پہلے نیک عمل کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسکے پڑوسی اس سے راضی ہوتے ہیں۔ (احمد۔ حاکم)

(۳) خاتمہ براہونے کے چار سبب ہیں۔ ایک تو نماز کو ہلکی سمجھنا۔ دوسرا مسلمانوں کو اذیت پہنچانا۔ تیسرا شراب پینا۔ چوتھا مانباپ کی نافرمانی کرنا۔ (طی)

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اکثر چار باتوں کے سبب موت کے وقت بندے سے ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔ ایک تو اسلام نصیب ہونے پر شکر ادا نہ کرنا۔ دوسرے اسلام کے جانے پر خوف نہ کرنا۔ تیسرا مسلمانوں پر ظلم کرنا اور چوتھا مانباپ کی نافرمانی کرنا۔ (طی)

نیک بندہ کی قبر: میت کی تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہو جاتے ہیں تو قبر کے اندر اسکے پاس کالے رنگ والے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ یہ دونوں فرشتے میت کو قبر میں بٹھا کر تین سوال کرتے ہیں۔

(۱) مَنْ رَبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے؟ (۲) مَا دِينُكَ یعنی تیرا دین کیا ہے؟

(۳) مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ یعنی یہ شخصیت (نبی کریم ﷺ) کون ہے جو تمہارے طرف بھیجی گئی ہے۔ نیک مسلمان کی طرف سے ان تینوں سوالوں کے علی الترتیب صحیح جوابات اس طرح ہونگے کہ (۱) میرا رب اللہ ہے (۲) میرا دین اسلام ہے (۳) یہ شخصیت اللہ کے رسول کی ہے۔ اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا فرشتہ خدا کی طرف سے اس طرح ندا کریگا ”میرے بندے نے سچ کہا۔ لہذا اے فرشتو! تم اسکی قبر میں جنتی بستر پھھاؤ“ اسے جنتی لباس پہناؤ۔ اس کی قبر میں جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو جس کے سبب قبر میں بہشتی ہوا اور جنتی خوشبو آنے لگتی ہے۔ اس کی قبر اس حد تک وسیع یعنی طویل و عریض کر دی جاتی ہے جہاں تک اسکی نگاہ جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ اے میت ! تو اس طرح سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے کہ دلہن کو صرف وہی جگا سکتا ہے جو اسکے گھر والوں میں سب سے بڑھکر اسکا محبوب ہو یعنی اسکا دلہا۔ (ترمذی)

ارشاد نبوی ہے ملک الموت اس نیک بندے کی روح کو آسمان پر پہنچاتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ اس روح کا استقبال کرتے ہیں جن میں سے ہر فرشتہ بشارت دیتا ہے۔ بالآخر بارگاہ ربانی میں باریاب ہوتے ہی وہ روح سجدہ ریز ہوتی ہے اور رب تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کی روح کو لے کر سرسبز و شاداب درختوں اور بہتے ہوئے پانی میں رکھ دو۔ (شرح الصدور)

نافرمان بندے کی قبر : اللہ تعالیٰ کے نافرمان، کافر یا منافق بندے سے جب نکیرین مذکورہ بالا تینوں سوالات کرتے ہیں تو وہ ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے ”ہائے ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا۔“ میت کے اس جواب کو سن کر آسمان سے ایک منادی اللہ کی جانب سے یوں پکارتا ہے کہ ”اے فرشتو ! یہ جھوٹا ہے۔ لہذا اسکی قبر میں جہنمی بستر بچھاؤ۔ اسکی قبر میں جہنم کی جانب ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جہنم سے گرمی اور لو آنے لگتی ہے اور اسکی قبر اسقدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں دائیں طرف ہو جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اب اس پر (۷۷) دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے گرم ترین زہریلی ہوا آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہتا ہے۔ (شرح الصدور)

عذابِ قبر : قبر کا عذاب ایک حقیقت ہے جو قرآنی آیات اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ مثلاً (۱) وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ (انفال-۵۰) یعنی (اور آگ کا عذاب چکھو) اس سے معلوم ہوا کہ قبر (حالتِ برزخ) میں بھی آگ کا عذاب ہوگا۔

(۲) النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا (مومن-۴۶) یعنی

(۱) آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں) اس طرح کہ قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت رہی ہے مگر قیامت تک آگ صبح و شام پیش کی جاتی رہے گی۔  
قبر سے مراد برزخ ہے اس سے پتہ چلا کہ عذاب قبر برحق ہے۔

(۳) اُغْرِقُوا فَأَذِلُّوْا نَارًا (نوح: ۲۵) (یعنی ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے) اس سے معلوم ہوا کہ قوم نوح پانی میں ڈبوئی گئی پھر پانی سے آگ میں پہنچائی گئی اس طرح کہ انکے جسم طوفان نوح میں رہے اور انکی روحیں دوزخ میں۔ قیامت کے بعد انکے جسم بھی دوزخ میں ہونگے جو عذاب قبر کا ثبوت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں۔ مردے کا جسم کہیں بھی ہو جلے یا ڈوبے عذاب قبر ہوگا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی (نور العرفان)

(۴) عذاب قبر کا ثبوت متعدد احادیث سے بھی ملتا ہے۔ بطور نمونہ ایک حدیث شریف درج ذیل ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ کا گذر دو قبروں پر ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو انکے گناہ کبیرہ کے سبب عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے کھجور کی ایک سبز شاخ منگوائی اسکے دو حصے فرمائے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک شاخ کے حصہ کو نصب فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو گئی انکے عذاب میں تخفیف رہے گی یعنی ہری بھری شاخ اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے جس سے صاحب قبر کو نفع پہنچے گا۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

عذاب قبر کے اسباب: مجمل عذاب قبر کے تین اسباب ہیں (۱) اللہ کو نہ پہچانا  
(۲) اللہ کے احکام ضائع کرنا (۳) گناہوں میں مرتکب ہونا۔

ذیل میں ایسے گناہوں کی مختصر تفصیل دی جاتی ہے جن کے باعث قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بچائے رکھے۔ آمین۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا۔ غیبت۔ چغلی خوری۔ بے وضو نماز پڑھنا۔ مظلوم کی مدد نہ کرنا۔ نماز تاخیر سے پڑھنا۔ کسی کی بات کو چھپ کر سننا اور اسکو افشاء کرنا۔ غسل جنابت نہ کرنا۔ زنا۔ چوری۔ سیندھی شراب اور بھنگ وغیرہ نشہ آور اشیاء پینا یا کھانا۔ ماں باپ سے بے ادبی کرنا۔ تکبر سے چلنا۔ غلہ میں جو کے تنکے ملا کر فروخت کرنا۔ سود خوری۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ یتیم کا مال کھانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ پارسا پر جھوٹی تہمت زنا کی لگانا۔ رشوت کھانا۔ اپنی رائے کو سنت پر مقدم کرنا۔ نوحہ کرنا یا سننا۔ سلف (بزرگوں) پر طعن کرنا۔ مسکین بیوہ پر رحم نہ کرنا۔ اپنے عیب چھوڑ کر لوگوں کے عیوب نکالنے میں مشغول ہونا۔ اپنے گناہ نہ دیکھنا اور دوسروں کے گناہوں کی نشان دہی میں مصروف رہنا۔ مسجد میں ہنسنا۔ (طی الفرائض)

عذابِ قبر سے بچنے والی باتیں : (۱) مسجد میں ہنسنے والے کی قبر میں جہاں اندھیرا ہوتا ہے وہیں اندھیری راتوں میں نفلِ دو رکعت نماز پڑھنے سے قبر کی تاریکی اور اندھیرا رفع ہوتا ہے۔  
(۲) روزانہ سو (۱۰۰) بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ پڑھنے سے بھی قبر کی تاریکی اور اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔

(۳) قبر کا عذاب دور ہونے یا اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے دیگر اسباب یہ بھی ہیں  
(i) سجدہِ دیر تک کرنا (ii) سورۃ یس اور سورۃ تبارک کی تلاوت کرنا۔  
(iii) سوتے وقت سورۃ الم تنزیل سجدہ پڑھنے کی بدولت ایک پرندہ قبر میں شفاعت کریگا  
(iv) شبِ جمعہ بعد نماز مغرب دو رکعت ادا کرنا جسکی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ لزلہ پندرہ بار پڑھنا۔

(v) رمضان شریف کے مہینہ میں مرنا۔ (vi) جمعہ کے دن یا شبِ جمعہ مرنا۔  
(vii) قبل بلوغ مرنا۔ (viii) والدین کے ساتھ احسان کرنا۔  
(ix) ہمیشہ با وضو رہنا۔ (x) اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔

حیاتِ اموات : معتزلہ اور خارجیہ نام کے گمراہ اور بد عقیدہ فرقوں کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد نہ میزان ہے اور نہ حساب کتاب ہے نیز مردے بالکل بے خبر ہیں۔

لیکن اہل سنت والجماعت کا راسخ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد حساب اور میزان ضرور ہوگا اور مردے مرنے کے بعد بے خبر ہرگز نہیں ہوتے جنکی تصدیق حیات اموات سے متعلق رسول اکرم ﷺ کے ارشادات ذیل کے ذریعہ ہوتی ہے۔

(۱) رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ میت اپنے نہلانے والے کفنہانے والے اور اسے قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

(۲) یہ بھی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ قبر پر جو بھی پرندہ بیٹھتا ہے تو قبر والا اسکو پہچانتا ہے کہ وہ پرندہ نہ ہے یا مادہ ہے اور وہ کس رنگ کا ہے۔

(۳) یہ بھی فرمان نبوی ﷺ ہے کہ تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو۔ میت برے پڑوسی سے اسی طرح ایذا پاتی ہے جس طرح ایک زندہ شخص اپنے برے پڑوسی سے ایذا پاتا ہے۔ اسی واسطے فقہا فرماتے ہیں کہ قبر کی زیارت کیلئے زائر پائین کی طرف سے آئے۔ ورنہ سرہانے کی جانب سے آئیگا تو میت کی آنکھ کو تکان ہوگی۔

(طی الفرائخ۔ فتاویٰ عالمگیری۔ غرائب)

(۴) سرکار دو عالم ﷺ کے مزار اطہر کی زیارت کیلئے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے چادر اوڑھ کر آیا کرتی تھیں اور روضہ اقدس میں داخل ہوتے وقت چادر اتار کر باہر رکھ دیتی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد بھی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی دستور تھا لیکن جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حجرہ نبوی ﷺ میں دفن ہوئے تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روضہ شریف کے اندر برقعہ پہنی ہوئی جاتی تھیں۔ دریافت پر فرمائیں کہ میں پہلے چادر اتار کر اسلئے جاتی تھی کہ رسول کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کو مجھے دیکھنا جائز تھا لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ غیر محرم ہیں اسلئے برقعہ کے ساتھ حجرہ میں جاتی ہوں کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ میت اپنی قبر میں سے دیکھتی اور سنتی ہے۔

(۵) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ان شہیدوں کی زیارت کرے اور ان



پر سلام کہے تو یہ جواب دینگے چنانچہ خطاب ابن خالد مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان سنا اور شہدائے احد کی زیارت کو گیا۔ جب انھیں سلام کہا تو سب قبروں سے سلام کا جواب آنے لگا۔

(۶) فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ میں ایک دن صحرائے احد میں گئی جہاں مجھے سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر نظر آئی تو میں نے کہا۔ ”السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ“ تو آپ کی قبر سے آواز آئی ”وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔“ (شمس التواریخ)

یہ سب تو نبی کریم ﷺ صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ اور شہدائے احد رضی اللہ عنہم کا حال تھا لیکن کفار مردوں کے شعور سماعت کا حال تک ایک حدیث بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کفار کے اموات بھی سنتے ہیں : غزوہ بدر میں مسلمان مجاہدین کی جانب سے قتل کئے جانے والے (۷۰) کفار و مشرکین تعداد میں زیادہ تھے اس لئے ان سب کو الگ الگ دفن کرنا ایک دشوار کام تھا اسلئے حکم نبوی ﷺ ان لاشوں کو گھسیٹ کر جب بدر کے ایک گڈھے میں ڈال دیا گیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی گئی تو حضور سرور عالم ﷺ نے اس گڈھے کے کنارے کھڑے ہو کر عقبہ شیبہ وغیرہ مقتول کافروں کا نام لے لے کر پکارا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچایا؟ البتہ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک اور سچایا۔ اس موقع پر وہاں کھڑے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ ! کیا آپ ﷺ ان بے روح کے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں تو حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے عمر ! قسم خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث بخاری سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ جب کفار و مشرکین مرنے کے بعد زندوں کی بات سنتے ہیں تو پھر مومنین خصوصاً اولیاء شہداء انبیاء علیہم السلام بھی اپنی اپنی وفات کے بعد یقیناً ہم زندوں کا سلام و کلام اور ہماری فریادیں اور عرضی سنتے ہیں۔

پھر اسی کی روشنی میں ان برگزیدہ ہستیوں کو انکی وفات کے بعد پکارنا بھلا کیوں جائز اور درست نہ ہوگا۔ اسلئے حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تو قبروں کی طرف اپنا رخ کر کے فرماتے السَّلَامُ عَلَیْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ یَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَ لَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْآثِرِ (مشکوٰۃ)

برزخی زندگی کا امن و اطمینان : انسانی فطرت ہے کہ وہ عارضی چند روزہ دنیاوی زندگی میں راحت و آسائش اور عیش و آرام سے گزارنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے تو پھر قیامت تک طویل برزخی زندگی میں بھی امن و اطمینان اور سکون و چین سے رہنے کیلئے کس کی آرزو نہ ہوگی جسکی تکمیل پہلے تو ایمان پھر اسکے بعد دنیاوی زندگی میں خود کی عبادت و نیک عمل کے ذریعہ یا پھر مرنے کے بعد دوسروں کی دعائے مغفرت کے وسیلہ ہی ممکن ہے۔ انسانی تخلیق کا مقصد عبادت ہے : حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“ (ذاریات۔ ۵۶) یعنی ”اور میں نے جن اور انسانوں کو میری عبادت کیلئے ہی پیدا فرمایا۔“

عبادت سے مراد خالق کردگار کی بندگی ہے یعنی نہ صرف بارگاہ رب العزت میں اپنا سر نیاز جھکا دینا بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا قدم خدا اور رسول کی رضا و خوشنودی میں اٹھانا ہے جو ہر نیک عمل کو اپنانے اور ہر برے کام سے بچنے میں مضمر ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے استفسار پر فرمایا سب سے بہتر وہ ہے جسکی عمر لمبی اور عمل نیک ہو اور اسی طرح سب سے برا وہ ہے جسکی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔

جب مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر سنائی جاتی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اے دنیا میں قدم رکھنے والے نووارد ! تیری اذان بھی ہو چکی اور تیری تکبیر بھی پڑھی جا چکی۔ اب جماعت تیار ہے جو کچھ وقفہ کے بعد پوری ہو جائیگی۔ یعنی تیری چند روزہ زندگی بھی بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں میت پر نماز جنازہ پڑھتے وقت نہ تو اذان دی جاتی ہے اور نہ ہی تکبیر

پڑھی جاتی ہے کیونکہ یہ دونوں تو پہلے ہی اسکی پیدائش کے وقت ادا کئے جا چکے ہیں۔  
نوٹ : جسم علی الترتیب اپنی ماں کے شکم میں پھر اس دنیائے فانی میں اور بالآخر قبر میں  
رہتا ہے لیکن عبادت کے تقاضوں کیلئے بندہ مومن شکم مادر میں مکلف نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس  
خاکدان گیتی میں پیدا ہونے کے بعد بھی سن شعور و بلوغ تک بچنے کے بعد ہی اس پر عبادت  
کی شرعی پابندی اور دینی فرائض عائد ہوتے ہیں جو تادم آخر برقرار اور جاری رہتے ہیں۔

عبادت تین قسم کی ہے : عبادت کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

(۱) بدنی عبادت : ایک مسلمان زبان اور دیگر اعضاء و جوارح سے جو عبادت کرتا ہے  
اسکو عبادت بدنی کہتے ہیں جیسے نماز ، روزہ ، قرآن خوانی ، دعا اور استغفار۔

(۲) مالی عبادت : ایسی عبادت جس میں مال صرف ہو اسکو عبادت مالی کہتے ہیں جیسے  
راہ خدا میں زکوٰۃ یا خیرات و صدقات کے ذریعہ روپیہ پیسہ خرچ کرنا یا دودھ ، پانی ،  
قورمہ روٹی اور کھانا کھلانا پلانا۔

(۳) بدنی و مالی : دونوں سے مرکب عبادت ایسی عبادت جس کا تعلق بدن اور مال  
دونوں سے ہو جیسے حج بیت اللہ ادا کرنا کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ معظمہ  
حاضر ہو کر جسمانی طور پر حج کے ارکان و مناسک ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

ایصالِ ثواب : عبادت کی یہ تینوں قسمیں بہ نص و اعتبار یعنی قرآن و حدیث کے شرعی  
دلائل سے ثابت ہیں اور اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ان سب قسم کی عبادتوں  
کا ثواب زندوں اور اموات کو پہنچتا ہے اور مردوں کو ایسی عبادات سے نفع ہوتا ہے بلکہ تمام  
مومنین و مومنات میں سے ہر ایک کو اسی قدر ثواب پہنچتا ہے جس قدر ایک کو ثواب پہنچا۔  
اس عبادت کا ثواب دوسروں کو پہنچانے کے عمل کو عرف عام میں ”ایصالِ ثواب“ کہا جاتا  
ہے چنانچہ عقائد اہل سنت والجماعت حنفی کی مستند مسلمہ کتاب ”عقائد نسفی“ میں ہے  
زندوں کا مردوں کیلئے دعا کرنا یا صدقہ و خیرات کرنا مردوں کے لئے نفع کباعث ہے۔

## ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن سے

۱ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا  
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ (حشر-۱۰)

یعنی اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں  
بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے۔  
یعنی جو مومن ہوتے ہیں وہ اپنے سابقہ فوت شدہ مومن بھائیوں کیلئے دعاء  
خیر کرتے ہیں، اور اس دعاء بخشش میں اموات بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر اس دعاء سے ان  
مردوں کو نفع نہ ہوتا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو بعد میں آنے والے  
مومن کے حق میں بطور تعریف و استحسان بیان نہ فرماتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ”دعاء عبادت ہے۔ (ابوداؤد)“ نیز یہ بھی فرمایا کہ  
”دعاء عبادت کا مغز ہے“ اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔ (کنز العمال)۔ لہذا مذکورہ بالا سورہ  
حشر کی قرآنی آیت میں دعاء عبادت ہے جس سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ورنہ اموات  
کے لئے بخشش کی دعاء کرنا لغو اور فضول قرار پائے گا۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ ایک زندہ  
مسلمان کی جانب سے مردہ مسلمان کیلئے بخشش کی دعا کرنا اموات کی بخشش اور رفع درجہ کا  
موجب ہے۔ اسکے علاوہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر دعائے بخشش کے الفاظ موجود ہیں۔  
چنانچہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ ”اس امر پر بہت سے علماء نے اجماع  
نقل کیا ہے کہ بیشک دعاء میت کو نفع دیتی ہے اور اسکی دلیل قرآن شریف کی یہی آیت ہے۔  
(شرح الصدور)

۲ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم-۴۱)

یعنی اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے مانباپ کو اور مومنوں کو بخشدے جس دن حساب قائم ہو۔  
یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی تھی جس میں مانباپ سے مراد  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے والد تارخ اور آپکی والدہ مہملی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن

تھے۔ البتہ آذر آپکا ”اب“ (دور کا چچا) تھا۔ آپ کی دعاء کی شکل میں عبادت سے آپکے مانباپ اور مسلمانوں کو تاقیامت نفع ضرور ہو گا ورنہ آپکا یہ دعا مانگنا فضول ٹھہرے گا۔

۳ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا (اسرا-۲۴) ”یعنی اے میرے رب! تو ان دونوں (مال باپ) پر رحم فرما۔“ جیسا کہ اس آیت شریفہ میں مانباپ کی زندگی میں اور انکی وفات کے بعد دعاء کرنے کی تربیت فرمائی گئی۔ اگر انسان کا عمل دوسرے کیلئے فائدہ نہ محسوس نہ ہو تا تو پھر اولاد کی دعاء والدین کے حق میں بے فائدہ قرار پاتی۔

۴ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (مومن-۷)

یعنی وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد گرد ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مومنوں کیلئے مغفرت کی دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر حاوی ہے اور جنہوں نے توبہ کی اور جو تیری راہ پر چلے انھیں بخش دے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس آیت کریمہ سے بھی مغفرت طلب کرنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دعاء مومنوں کیلئے نفع بخش ہے۔

۵ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (نوح-۲۸) ”یعنی اے میرے پروردگار! مجھ کو اور میرے مانباپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں آیا اسکو اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے۔“

حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا قیامت تک تمام مومنین و مومنات کے حق میں ہے خواہ زندہ ہوں یا مردہ اسلئے صحابہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خیر امت کے مومنین و مومنات بھی نوح علیہ السلام کی اس دعا میں شامل ہیں۔

بہر حال مذکور بالا قرآنی آیات کے ذریعہ زندوں کی دعاء اموات کیلئے پیغمبروں کی دعا اگلی پچھلی امتوں کے لئے اور فرشتوں کی دعا اہل زمین کیلئے اس قدر متعدد طریقوں

سے تلقین فرمائی گئی ہے کہ اسکے بعد کسی صاحب عقل و فہم کیلئے کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

## ایصالِ ثواب کا ثبوت احادیث سے

ایصالِ ثواب اور دعاءِ اموات کے ثبوت میں متعدد احادیث شریفہ ملتی ہیں۔ جو بدنی، مالی اور ان دونوں سے مرکب عبادات کی سرخیوں کے تحت مندرجہ ذیل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بدنی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث: (۱) جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اسکے بعد خاص کر میت کیلئے دعا مانگو۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

(۲) قبر میں مردہ کی حالت ایک ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے جو اس کا انتظار کرتا ہے کہ والدین، بھائی یا دوست احباب کی طرف سے اسکو دعا پہنچے۔ جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ اسکو دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاء سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کیلئے یہی ہے کہ انکے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے (مشکوٰۃ)

(۳) اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایگا تو وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! یہ میرا درجہ کس طرح بلند ہوا؟ ارشادِ ربانی ہو گا کہ تیرے بیٹے نے جو تیرے لئے دعائے بخشش کی یہ اسی کے سبب ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۴) قیامت کے دن انسان کیلئے پہاڑوں جیسی نیکیاں ہو گئی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں۔ تو فرمایا جائے گا کہ یہ تیری اولاد کی طرف سے تیرے لئے کی گئی دعائے بخشش کی بدولت ہے (شرح الصدور۔ ادب مفرد بخاری)

(۵) جس نے اپنے والدین کی قبروں کی یادوں میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ زیارت کی تو اسکے گناہ بخش دئے جائیں گے اور وہ نیکو کار لکھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۶) جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۷) جس مسلمان کی نماز جنازہ ایسے چالیس مسلمان ملکر ادا کریں جنہوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ انکی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے یعنی بخش دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۸) میری امت امت مرحومہ ہے وہ اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اپنی قبروں سے ایسی نکلے گی کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کے سبب اسکو گناہوں سے پاک و صاف کر دے گا۔ (طبرانی اوسط۔ شرح الصدور)

(۹) تم اپنی زیارت قبور کو قبر والوں کیلئے دعا اور استغفار کا سبب بناؤ۔ (طبرانی)

(۱۰) جس نے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو مردوں کی تعداد کے برابر اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔ (دارقطنی۔ شرح الصدور)

(۱۱) جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورہ یٰسین پڑھا تو اللہ تعالیٰ مردوں سے عذاب کی تخفیف کرتا ہے اور اسکے لئے اس قبرستان کے ان مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (شرح الصدور)

(۱۲) جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورہ فاتحہ ، سورہ اخلاص اور سورہ تکوین پڑھا اور کہا کہ الہی جو میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اسکا ثواب اس قبرستان کے مومنین مومنات کیلئے بخش دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اسکے شفیع ہونگے۔ (فوائد نجانی)

(۱۳) والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ ”بر“ یعنی نیکی کرنا یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ انکی طرف سے نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف سے روزے رکھ (ابن ابی شیبہ۔ شرح الصدور)

(۱۴) جو شخص مر جائے اور اس پر روزے تھے تو اسکا ولی اسکی طرف سے روزے رکھے۔ (مسلم۔ بخاری)

(۱۵) ایک عورت نے نذر کی تھی کہ وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی لیکن اس نے روزے نہیں رکھے یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ جس کی بیٹی یا بہن بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے اسکو حکم دیا کہ اسکی طرف سے روزے رکھ۔ (احمد)

(۱۶) ایک عورت نے پوچھا میری فوت شدہ ماں پر دو ماہ کے روزے تھے تو اگر اسکی طرف سے روزے رکھوں تو کیا کافی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ ”ہاں“ (مسلم)

(۱۷) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بعد ان کو قبر میں اتار کر ان پر مٹی ڈالی گئی۔ پھر حضور کرام ﷺ نے دیر تک تکبیر و تسبیح پڑھی تو وہاں موجود سب صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ پڑھا۔ استفسار پر ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ اس نیک بندہ پر اسکی قبر تنگ ہو گئی تھی ہماری تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسکو کشادہ فرمادیا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حج کیلئے مکہ معظمہ میں موجود حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ محمد اے شہر ابصرہ کے قریب ایک بستی ہے جسکا نام ”ابلہ“ ہے۔ اس میں ایک مسجد عشار ہے لہذا تم میں سے کون مجھ سے وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لئے دو چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

مالی عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث :

(۱) اپنے فوت شدہ والدین کیلئے ”بر“ یعنی نیکی یہ بھی ہے کہ تو اپنے صدقہ کے ساتھ انکی طرف سے بھی صدقہ دے۔ (ابن ابی شیبہ)

(۲) ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں عرض کی کہ میری ماں یا یکا یک انتقال کر گئی اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی میں گمان کرتا ہوں کہ اگر کچھ کہہ سکتی تو صدقہ دیتی اگر میں اسکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو اسکا ثواب پہنچے گا۔ فرمایا ”ہاں“ (بخاری۔ مسلم۔ ابی داؤد۔ موطا)

(۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ ”یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں انتقال کر گئی ہے اور نہ انھوں نے کوئی وصیت کی ہے اور نہ کوئی صدقہ دیا ہے۔



اگر انکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا انکو نفع ملیگا۔ ارشاد فرمایا ”ہاں اگرچہ بحری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (طبرانی اوسط)

(۴) بیشک صدقہ، غضب الہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۵) بیشک صدقہ البتہ اہل صدقہ سے قبروں کی حرارت (عذاب) کو بجھاتا ہے۔ (طبرانی)

(۶) صدقہ گناہوں کو ایسا ہی بجھا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(احمد-ترمذی-ابن ماجہ)

(۷) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ ”یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی فوت شدہ والدہ کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو نفع پہنچے گا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”ہاں پہنچے گا“۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میرا فلاں باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔ (بخاری-نسائی-موطا)

(۸) ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں مر گئی ہے اگر میں اسکی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسکو نفع پہنچے گا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں پہنچے گا“۔ اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اسکی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ترمذی)

(۹) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو (اسکے لئے) کونسا صدقہ افضل ہے“ تو ارشاد فرمایا ”پانی“ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (ابوداؤد-احمد)

(۱۰) ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنے باپ کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں جبکہ وہ مرچکا ہے“ تو آپ نے فرمایا ”ہاں“۔ (ابن ابی شیبہ)

(۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرات امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما

اپنے والد کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ (شرح الصدور)

(۱۲) ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی نفل صدقہ دے تو چاہئے کہ اپنے

والدین کو اس کا ثواب پہنچائے۔ پس اس صدقہ کا ثواب ان دونوں (مال باپ) کیلئے بھی پورا ہو گا اور صدقہ دینے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی۔ (طبرانی اوسط۔ شرح الصدور) (۱۳) ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے مر جانے کے بعد اس کے گھر والے اس کے لئے صدقہ و خیرات کریں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صدقہ و خیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جا کر کہتے ہیں ”اے گہری قبر والے یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے۔ تو اس کو قبول کر۔“ وہ قبر والا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسری قبر والوں کو) خوشخبری دیتا ہے۔ اس کے وہ پڑوسی جن کے گھر والوں کی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا تو غمگین اور رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ (شرح الصدور)

(۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کہ ”ہم اپنے مُردوں کیلئے دعائیں کرتے اور ان کی طرف سے صدقات و خیرات دیتے ہیں تو کیا یہ چیزیں مُردوں کو پہنچتی ہیں؟“ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں بیشک یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔ (مسند امام احمد) (۱۵) جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل یعنی (۱) صدقہ جاریہ (۱۱) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور (۱۱۱) صالح پیدا جو اس کے لئے نیک دعا کرتا رہے۔ ان تینوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی اس کو برابر پہنچتا ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

(۱۶) مومن جب انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر سات چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

(i) اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کو برابر اس کا ثواب ملتا رہے گا جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا۔

(ii) اس کی نیک اولاد ہو اور جو اس کے حق میں دعائے نیک کرتی رہے۔

(iii) وہ قرآن شریف چھوڑ گیا ہے (iv) اس نے مسجد بنوائی

(v) اس نے مسافر کے آرام کیلئے مسافر خانہ بنوایا ہو۔

(vi) اس نے کنواں یا نہر وغیرہ کھدائی ہو۔

(vii) اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو۔ (شرح الصدور)

بدنی و مالی مرکب عبادات کے ایصالِ ثواب کی احادیث :

(۱) جس نے اپنے والدین کی طرف سے انکی وفات کے بعد حج کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے آتش دوزخ سے آزادی لکھتا ہے اور جنکی طرف سے حج کیا گیا ان کیلئے ایک پورے حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اسکے والدین کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی۔ (شہقی)

(۲) جو شخص مر جائے اور اس پر مہینے بھر کے روزے ہوں تو اسکی جانب سے ہر ایک کیلئے ایک مسکین کو کھلایا جائے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(۳) ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی۔ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں؟“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اسکی طرف سے حج کر۔“ (مسلم۔ ابوداؤد)

(۴) قبیلہ جمیعہ کی ایک عورت نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ بغیر حج کئے مر گئی ہے تو کیا میں اسکی طرف سے حج کروں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”اسکی طرف سے حج کر۔“ (بخاری۔ نسائی)

(۵) ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی کہ میرا باپ مر گیا ہے اور اس نے حج ادا نہیں کیا۔ تو ارشادِ نبوی ﷺ ہوا ”مجھے تو یہ بتا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسکی طرف سے اسے ادا کرتا تھا۔“ جواب دیا ”ہاں“ فرمایا ”تو پھر وہ تو اس پر قرض ہے اسکو ادا کر۔“ (بزاز۔ طبرانی)

(۶) ایک عورت خدمتِ نبوی ﷺ میں آئی اور اس نے عرض کی کہ میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں جبکہ وہ انتقال کر گئی ہے تو فرمایا مجھے یہ بتا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا اسکو ادا کرتی اور قرض تجھکو منظور نہیں ہوتا تھا۔ اس نے کہا ہاں میں ادا کرتی اور

مجھ کو قبول ہو تا تب آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ حج کرے۔ (طبرانی)

(۷) جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج انکی طرف سے کافی ہو گا اور ان کی ارواح کو آسمانوں میں بشارت دی جائے گی اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔ (شرح الصدور)

(۸) جو شخص میت کی طرف سے حج کرے تو میت اور حج کرنے والے دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ (شرح الصدور۔ طبرانی اوسط)

(۹) افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔ (شرح الصدور)

(۱۰) نبی علی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا ”اے اللہ! اسکو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔“ (مسلم۔ ابوداؤد)

(۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا ”یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔“ (ابوداؤد)

(۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو قربانیاں کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی آپ ﷺ کی طرف سے کیا کروں۔ لہذا ایک اپنی اور ایک آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(۱۳) حضور اکرم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔ جب انکو ذبح کیلئے قبلہ رخ لٹایا تب آپ ﷺ نے یہ تلاوت فرمائی۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ (انعام۔ ۷۹) اِنِّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحَیَاِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اٰمَرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام ۱۶۲، ۱۶۳) اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ اَسْکَہُ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ذبح فرمایا۔ (داری)

## ایصالِ ثواب کا ثبوت فقہ کی روشنی میں

- ۱۔ اہل سنت والجماعت (خصوصاً فقہائے حنفیہ) کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخشے خواہ یہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا دیگر اعمال صالحہ (ہدایہ)
- ۲۔ زندے اگر مردوں کیلئے دعا کریں یا انکی طرف سے صدقہ دیں تو مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔ فرقہ معتزلہ اسکے مخالف ہیں۔ (شرح عقائد نسفیہ)
- ۳۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس کسی نے روزہ رکھایا نماز پڑھی یا پھر صدقہ دیا اور اس کا ثواب دیگر مردہ یا زندہ لوگوں کو پہنچائے تو یہ جائز ہے جبکہ انھیں ثواب ضرور پہنچتا ہے۔ (بحر الرائق)
- ۴۔ امام اعظمؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور تمام بزرگان سلف کا مذہب یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری) البتہ گمراہ فرقہ معتزلہ ایصالِ ثواب کا بالکل منکر ہے۔ (فتح القدیر)
- ۵۔ ہر چیز دراصل مباح (جائز) ہے جب تک اسکی ممانعت نہ آئے۔ (رد مختار)
- ۶۔ اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان اپنے (نیک) عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اسکے علاوہ جیسے حج، قرآن خوانی، اذکار اور انبیاء، شہداء اور صالحین کی قبروں کی زیارت اور مردوں کی تکفین اور ہر قسم کے نیک کام کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)
- ۷۔ افضل یہ ہے یہ صدقات مالی و بدنی کا ثواب اموات (مردوں) اور احياء (زندوں) کو بلا کم و نقص پہنچتا ہے (تاتارخانیہ)
- ۸۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (رد مختار۔ فتح القدیر۔ بحر الرائق۔ بدائع۔ ائقان)
- ۹۔ صدقات مالی و بدنی دیتے وقت تمام مومنین و مومنات کی نیت کر لیں کیونکہ ان سب کو بھی ثواب پہنچے گا اور خود اس (صدقہ دینے والے) کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (رد مختار۔ تاتارخانیہ۔ محیط)

نوٹ : یعنی اللہ کی رحمت استقدر وسیع اور بے کنار ہے کہ اگر ایک روپیہ مثلاً صدقہ یا خیرات دیں اور اس کا ثواب کوئی دس اموات کی ارواح کو پہنچائیں تو اس ایک روپیہ کے ثواب کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ غفور الرحیم اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کی روح کو ایک ایک روپیہ کا ثواب پہنچانے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے اور صدقہ دینے والے کو بھی ایک روپیہ کا اجر ملتا ہے۔

### ایصالِ ثواب کے ثبوت میں محدثین و صالحین کے اقوال

ایصالِ ثواب کے جواز و ثبوت میں چند محدثین کرام و صالحین عظام علیہم الرحمہ والرضوں کے اقوال درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام احمد حنبلؒ فرماتے ہیں کہ تم جب قبرستان جاؤ تو سورہ فاتحہ اور سورہ قلقلق، سورہ ناس اور سورہ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب قبروں والوں کو پہنچاؤ کیونکہ وہ ان کو پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

۲۔ علامہ عینیؒ شارح صحیح بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مسلمان قرآن پڑھ کر اس کا ثواب (مردوں) کو بخشے رہے ہیں اور اس کا انکار (یعنی ایصالِ ثواب کا انکار) تو منکر خود بھی نہیں کرتا اور اہل سنت والجماعت کا تو اس پر اجماع ہے (یعنی)

۳۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنے والے کیلئے یہ مستحب ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لئے دعا کرے اور امام شافعیؒ نے اس پر نص پیش کی ہے اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں۔ اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو یہ اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور)

۴۔ امام شعبیؒ : رقمطراز ہیں کہ انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کا کوئی شخص مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اسکے لئے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

۵۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبد السلامؒ فتویٰ دیا کرتے

تھے کہ میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا۔ جب وہ وفات پائے تو انکے بعض اصحاب نے انکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب اور ہدیہ نہیں پہنچتا۔ یہ بات کیسی ہے؟ فرمایا دنیا میں تو ایسا ہی کہا کرتا تھا۔ لیکن اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں آکر دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

۶۔ مالک بن دینارؒ: فرماتے ہیں کہ جمعہ کی شب قبرستان گیا تو کیا دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انھوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے۔ تو میں نے کہا خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے۔ تو جواب ملا ایک مومن مرد نے اس رات قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضوء کر کے دو رکعتیں پڑھیں جبکہ پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھا پھر کہا کہ اے اللہ! میں نے ان دور کعتوں کا ثواب ان تمام قبروں والے مومنوں کو بخشا جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے ہمارے قبروں میں کشادگی اور فرحت پیدا فرمادی ہے۔ مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں ہمیشہ دور کعتیں پڑھکر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا ہوں۔ ایک شب خواب میں زیارت نبوی ﷺ نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے مالک بن دینار! بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے عس دیا جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب عطا فرمایا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام ”منیف“ ہے جسکی طرف اہل جنت بھی (شوق و رشک سے) جھانکیں۔ (شرح الصدور)

۷۔ حماد مکیؒ: فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ معظمہ کے قبرستان میں گیا اور وہاں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا قیامت قائم ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورہ اخلاص پڑھکر اسکا ثواب ہمیں بخشا ہے جسکو ہم

ایک سال سے (اپس میں) بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور)

۸۔ مولانا زعفرانیؒ: فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (شرح الصدور)

۹۔ امام جلال الدین سیوطیؒ: فرماتے ہیں اور رہا قبروں پر قرآن شریف پڑھنا تو اس کے شرعی جواز پر ہمارے اصحاب اور ان کے سوا اور علماء نے جزم کیا ہے۔ (شرح الصدور)

۱۰۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ: فرماتے ہیں کہ تمام فقہاء کرام نے حکم دیا ہے کہ قرآن پاک پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین عبدالواحد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسلمان قدیم سے شہر میں جمع ہو کر مردوں کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ پس اس پر اجماع ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور)

۱۱۔ علامہ علاء الدین علی بن محمد البغدادیؒ: فرماتے ہیں کہ بلا شک و شبہ میت کی طرف سے صدقہ دینا میت کیلئے نافع و مفید ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔ (تفسیر خازن)

۱۲۔ شیخ صدر الدین ابو عبد اللہ دمشقیؒ: فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ استغفار اور دعا اور صدقہ اور حج اور غلام آزاد کرنا میت کو نفع دیتے ہیں اور ان کا ثواب میت کو ملتا ہے۔ (رحمۃ الامة فی اختلاف الامة)

۱۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ: فرماتے ہیں کہ کچھ قرآن پڑھے اور والدین، پیر، استاد اور اپنے دوستوں، بھائیوں اور سب مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب بخشے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

۱۴۔ نیز آپ ہی فرماتے ہیں کہ دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ جائز



ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ الصالح)  
 ۱۵۔ نیز شاہ صاحب محدث دہلوی ہی نے لکھا ہے کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب حضور ﷺ کی یاد میں ایک سالانہ محفل ماہ ربیع الاول میں منایا کرتے جس میں طعام کھلایا جاتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک سال کھانا کھلانے کا موقف نہیں تھا اسلئے میں نے صرف بھنے ہوئے چنے منگو کر ختم شریف کے بعد تقسیم کر دئے تو خواب میں دیکھا کہ وہ چنے آنحضور ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ایسے خوش ہیں کہ مسرت چہرہ مبارک پر نمایاں ہے۔ (الاراثین فی مبشرات النبی الامین)

۱۶۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: فرماتے ہیں ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت اور انکی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصالِ ثواب، تلاوت قرآن، دعاء خیر، تقسیم طعام و شیرینی سے انکی مدد کرنا بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

۱۷۔ نیز آپ ہی فرماتے ہیں کہ وہ کھانا جو حضرت چسین رضی اللہ عنہما کی نیاز کیلئے پکایا جائے اور اس پر قل و فاتحہ درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اسکا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)  
**منکرین کے پیشواؤں کے اقوال سے ایصالِ ثواب کا ثبوت**  
 ایصالِ ثواب کے منکرین کے مسلمہ علماء اور پیشواؤں کے اقوال سے خود ایصالِ ثواب ثابت ہے جن میں سے چند ذیل میں ہیں۔

۱۔ مولوی اسماعیل دہلوی: نے لکھا ہے کہ حضرت علی بنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انکی طرف سے غلام آزاد کئے اور اسی پر تمام عبادتوں کو قیاس کرنا چاہئے پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اسکا ثواب گذرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الہی میں دعا کرنا ہے۔ (صراط مستقیم)

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی: سے کسی نے سوال کیا کہ ایصالِ ثواب کی

نسبت بعض وقت خدشہ گزرتا ہے کہ اگر نیک عمل کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشنا جائے تو بخشنے والے کے لئے کیا نفع ہوا۔ البتہ کیا مردوں کو اس سے نفع پہنچتا ہے؟ اس خدشہ کو رفع فرمادیں تو اطمینان ہوگا تو تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا قال رسول اللہ ﷺ اِذَا تَصَدَّقَ أَحَدُكُمْ صَدَقَةً تَطَوَّعًا فَيَجْعَلُهَا عَنْ أَبِيهِ فَيَكُونُ لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهُ شَيْءٌ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے ماں باپ کیلئے خوشی سے صدقہ دے تو اس کا ثواب ان دونوں (مانباپ) کو پہنچتا ہے اور اس کے اپنے اجر میں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے پاتی) یہ حدیث نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل (بخشنے والے) کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث ”مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَخٌ“ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

۳۔ **مولوی قاسم نانوتوی:** نے لکھا ہے کہ حضرت جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا تھا۔ یوں جانکر کہ بعض روایتوں میں اس قدر تعداد کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے اپنے جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اسکو اطلاع نہ کی۔ مگر سختی ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا تو اس نے عرض کی کہ اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ (تحذیر الناس)

### فاتحہ کا مروجہ طریقہ اور اس کا شرعی ثبوت

قرآن، حدیث، فقہ اور صالحین کے عمل کی روشنی میں ایصالِ ثواب کے جواز و ثبوت کی اس قدر وضاحت کے باوجود افسوس کہ بعض دین نا آشنا لوگوں کی جانب سے اہل سنت والجماعت کے طریقہ فاتحہ و ایصالِ ثواب پر طرح طرح کے اعتراضات کئے جاتے ہیں اور اسکو نعوذ باللہ بدعت ضلالہ بلکہ شرک و کفر تک قرار دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہر اعتراض کا علیحدہ جواب شریعت کی روشنی میں دیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ فاتحہ اموات یا ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقہ کے جن عوامل یا اجزاء پر اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

- (۱) فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۲) فاتحہ خوانی (۳) اطعام طعام (۴) طعام سامنے رکھ کر پڑھنا
- (۵) فاتحہ اخلاص اور درود پڑھنا (۶) ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

اب ذیل میں ترتیب کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کا قرآن و حدیث کی روشنی میں اسکا شرعی جواز اور طریقہ ہدیہ قارئین ہے۔

۱۔ فاتحہ کی وجہ تسمیہ: تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ جُزْئِهِ؛ یعنی کسی چیز کے جز کے نام سے کل کا نام رکھا جاتا ہے۔ جیسے تاریخی عمارت چار مینار میں اگرچہ کہ چار کمان، چار راستے، حوض، چار گنبد، نقش و نگار وغیرہ کئی اجزاء ہیں لیکن اس میں سب سے اہم اور دور سے دکھائی دینے والا جز اسکے چار مینار ہی ہیں اسی لئے اسکا نام چار مینار مشہور ہو گیا۔ اسی طرح کسی عمارت کا نام بارہ دری مشہور ہوا۔ اس میں اگرچہ کہ دالان، دروازے، حجرے، صحن اور دیگر اجزاء بھی ہیں لیکن اس میں سب سے متاثر کن نمایاں اور اہم جز بارہ دروازوں پر مشتمل حصہ ہے اسلئے اسکا نام بارہ دری معروف و مشہور بن گیا۔ اسی طرح اگرچہ کہ سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص کی تلاوت تسبیح اور اوراد، درود شریف اور دعائے کلمات یہ سب فاتحہ خوانی کے اجزاء ہیں لیکن اس میں سورۃ فاتحہ کو سب سے زیادہ اول، نمایاں اور اہم جز کی حیثیت حاصل ہے اسلئے فاتحہ خوانی کے مجموعہ کو عرف عام میں صرف ”فاتحہ“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۲۔ فاتحہ خوانی: عموماً قرآن پاک تلاوت و ختم شریف یا کلمہ طیبہ اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھ کر اموات کیلئے مغفرت یا بلندی درجات کی دعا کرنے کا طریقہ جاری ہے جسکو ”فاتحہ خوانی“ بھی کہا جاتا ہے یہ سب عبادات بدنی کی تعریف میں آتے ہیں چنانچہ کسی ایک مجلس میں جمع ہو کر چند اصحاب قرآن شریف کے پارے یا آیات علیحدہ علیحدہ تلاوت کرتے ہیں اور آخر میں ان آیات شریفہ کا ختم پڑھا جاتا ہے جن کی بڑی فضیلت

احادیث شریفہ میں آئی ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ”رسالہ زیارت قبور“۔  
یا کم از کم ایک بار سورہ فاتحہ، تین بار سورہ اخلاص اور ایک بار درود شریف کم از کم  
پڑھ کر اموات کو اس کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اس کا جواز آگے کے صفحات پر ہے۔

۳۔ اطعام طعام: یعنی کھانا کھلانا یا شیرینی تقسیم کرنا جو قرآنی آیت ”وَيُطْعَمُونَ  
الطَّعَامَ عَلَىٰ حَبِّهِ“ (دہر۔ ۸) یعنی ”اور اس (اللہ) کی محبت میں وہ کھانا کھلاتے ہیں“  
کے بموجب بالکل درست اور جائز ہے کہ مسکینوں، یتیموں، غریبوں اور مستحقین میں طعام  
یا شیرینی تقسیم کریں بعض لوگ صرف تلاوت قرآن وغیرہ جیسی بدنی عبادات کو جائز سمجھتے  
ہیں۔ بعض لوگ صرف صدقہ و خیرات جیسی مالی عبادت کو جائز تصور کرتے ہیں یعنی  
عبادت بدنی اور عبادت مالی کو علیحدہ علیحدہ تو جائز قرار دیتے ہیں لیکن جمع بین العبادتین  
یعنی بدنی اور مالی دونوں عبادتوں کو یکجا جمع کرنے پر بعض دین سے ناواقف لوگ شدید  
اعتراض کرتے ہیں۔

یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے کوئی مفتی شریعت حکم دے کہ بریانی کھانا جائز ہے  
اسلئے کہ اسکے اجزاء گوشت، چاول، زعفران، دہی، نمک وغیرہ وغیرہ حلال ہیں لہذا  
مباحات کا مجموعہ بھی مباح ہے تو اسکے جواب میں کوئی کم فہم شخص یہ مطالبہ کرے کہ  
”صاحب یہ سب چیزیں جدا جدا تو بے شک جائز اور حلال ہیں لیکن ہم تو جب ہی مانیں  
گے کہ اس مجموعہ کا نام یعنی ”بریانی“ کا ذکر قرآن یا حدیث میں کہاں ہے دکھائیے۔“  
آئیے ذیل میں ہم اس جمع بین العبادتین یعنی بدنی اور مالی عبادات سے مرکب  
عبادت کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن پاک کی آیت شریفہ ہے ”وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رُكْعُونَ“ (اندہ۔ ۵۵)  
یعنی وہ لوگ (صحابہ کرام) ایسے ہیں کہ رکوع کی حالت میں بھی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چنانچہ  
تفاسیر میں مذکور ہے کہ یہ کیتہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی اور  
اسکی شان نزول یہ لکھی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ حجرہ مبارک سے مسجد میں

تشریف لائے۔ اس وقت لوگوں میں سے بعض رکوع میں تھے اور بعض قیام میں تھے آپ کی نظر مبارک ایک سائل پر پڑی تو استفسار فرمایا کہ کسی نے تجھے کچھ دیا ہے۔ اس نے ایک انگوٹھی جو سونے یا چاندی کی تھی آنحضور ﷺ کو دکھائی اور بولا کہ یہ انگوٹھی مجھے دی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے عطا کی۔ اس فقیر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے تکبیر کہی اور یہی آیت پڑھی۔

(تفسیر کبیر - تفسیر معالم التنزیل - تفسیر بیضاوی - تفسیر مدارک التنزیل - تفسیر حسینی - تفسیر قادری - تفسیر در المنثور)

اس آیت کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے کے متعلق روایتوں کے جو حوالہ جات در المنثور میں درج ہیں ان میں سے چند ذیل میں ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔  
خطیب فی المنطق عن ابن عباس۔ ابن مردویہ۔ طبرانی اوسط۔ ابن ابی حاتم۔ ابن العساکر۔ ابن جریر۔ ابو نعیم۔ عبد بن حمید۔ ابن المنذر۔ تفسیر خازن۔ نصاب الاحساب۔ کتاب التجنیس وغیرہ وغیرہ  
واضح ہو کہ نماز عبادت بدنی ہے اور زکوٰۃ و خیرات عبادت مالی ہے۔ یہاں ان دونوں عبادتوں کو جمع کرنے کا ثبوت مل گیا ہے۔

ب) اسی طرح بدنی عبادت و مالی عبادت دونوں سے مرکب عبادات کے ثبوت میں متعدد احادیث شریفہ بھی پچھلے صفحات میں درج کی جا چکی ہیں۔ جیسے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کنواں کھود کر فرمایا ”هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ“ (یہ سعد کی ماں کیلئے ہے) جس میں عبادت بدنی و مالی کو جمع کیا گیا۔ اسی طرح قربانی کے مینڈھے ذبح کرتے وقت سرور کائنات ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے قرآنی آیات اور دعائیہ کلمات پڑھے۔ ان دونوں مثالوں سے بھی جمع بین العبادتین ثابت ہے۔  
طعام سامنے رکھ کر پڑھنا: بعض معترضین اب یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ ان حدیثوں میں طعام سامنے رکھ کر کچھ پڑھنے کا کہیں بھی ذکر یا حکم نہیں ہے۔ ان کے جواب میں کئی احادیث شریفہ کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ بطور طوالت یہاں چند معتبر احادیث شریفہ کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے نبی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تو میری والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے کھجور، گھی اور پنیر کا مالیدہ بنایا اور ایک طشت میں رکھ کر میرے ذریعہ حضور ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا اور کہا کہ بارگاہ نبوی میں میری جانب سے سلام کے بعد عرض کرنا کہ اس موقع پر یہی تھوڑا جو کچھ ہے اسے قبول فرمالیجئے۔ چنانچہ وہ طعام لے کر میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی والدہ کا سلام و پیام عرض کیا جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے انس! اسے رکھ دو اور چند اشخاص کا نام لے کر فرمایا کہ فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ اور جو تمہیں ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بلاتا گیا یہاں تک کہ تین سو (۳۰۰) آدمی جمع ہو گئے۔ آگے حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فَرَأَيْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَ تَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ (تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حیسہ (اس کھانے) پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ نے جو چاہا وہ پڑھا)۔

پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کیلئے بلا کر فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ سب کھا کر شکم سیر ہو گئے تو ایک گروہ نکلا اور دوسرا گروہ داخل ہوا یہاں تک کہ جب سب نے کھالیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کھانا اٹھاؤ۔ بس پھر کیا تھا وہ کھانا اس قدر بابرکت ہوا کہ اس قدر لوگ شکم سیر ہو جانے کے باوجود انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب اس بقیہ کھانے کو اٹھایا اور دیکھا تو مجھے اندازہ نہ ہو سکا کہ جب میں نے لا کر رکھا تھا وہ کھانا زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے بہت بے قرار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دعائے برکت فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دسترخوان پھوٹا کر ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے پاس جو کچھ بھی کھانا بچا ہوا موجود ہو لے آئے۔ تب صحابہ کرام میں سے کسی نے مٹھی بھر کھجور، کسی نے روٹی کا ٹکڑا اور کسی نے کچھ۔ غرض ہر ایک نے

اپنے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا حضور ﷺ کی خدمت عالی مرتبت میں پیش کیا اور دسترخوان پر ان تھوڑی سی چیزوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا تو حدیث شریف کے آگے کے الفاظ اس طرح ہیں فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَرَكَاتِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ (مسلم۔ مشکوٰۃ) یعنی پس اس پر حضور اکرم ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں (توشہ دانوں) میں بھر لو۔ چنانچہ کھانے کی ان چیزوں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام لشکر اسلام نے پیٹ بھر کر کھایا اور اپنے اپنے توشہ دان بھر لئے اسکے باوجود وہ کھانا پھر بھی بچ رہا جس پر آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں اس موقع پر ایک لاکھ مجاہدین اسلام موجود تھے۔

نوٹ: ظاہر ہے ان دونوں مواقع پر صاحب قرآن ﷺ نے قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی ہوگی آپ نے وہی دعا مانگی ہوگی جسکی آپ کو اس وقت ضرورت تھی اور فاتحہ دینے والا وہ دعا مانگتا ہے جسکی اس کو ضرورت رہتی ہے کیونکہ دعا کی تعریف شریعت میں یہ ہے کہ ”السُّؤَالُ مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ“ بخشش فرمانے والے اللہ سے مانگنا۔

نوٹ: معترضین غور کریں کہ بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا دونوں احادیث شریفہ میں حضور اکرم ﷺ نے سامنے طعام رکھ کر جو کچھ پڑھا تھا اور دعا فرمائی تھی کیا وہ معاذ اللہ پوجا یا شرک و کفر تھا؟ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس مبارک عمل و سنت ہی کو جب اہل سنت والجماعت اختیار کرتے ہیں تو ان کے اس عمل کو پوجا اور شرک وغیرہ ٹھہرانا کہاں تک درست ہے جسکا روئے سخن ذات رسالت مآب ﷺ تک جا پہنچتا ہے اور جو شان رسالت میں سراسر گستاخی اور بے ادبی ہی نہیں اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

ج) سامنے طعام رکھ کر قرآنی آیات پڑھنے پر اعتراض کرنے والے اصحاب کا خود یہ عمل ہوتا ہے کہ دسترخوان پر طعام جمادینے کے بعد وہ طعام کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں اور کھانا

شروع کرنے سے پہلے کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جو خود قرآن پاک کی ایک آیت ہے۔ لہذا سخت تعجب اس بات پر ہے کہ طعام سامنے رکھ کر قرآنی آیات پڑھنے کا ایک ہی عمل معترضین کریں تو انکے لئے وہ جائز ہے لیکن وہی عمل ہم اہل سنت والجماعت کریں تو وہ ناجائز، حرام، شرک، کفر اور نہ جانے کیا کیا ہو جاتا ہے۔ خدا انھیں نیک توفیق دے۔

۵۔ سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص مع درود شریف پڑھنے کا جواز: ملا علی قاری علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے تیسرے دن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ چند خشک کھجور، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے سامنے رکھ دیا جس پر آنحضور ﷺ نے سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھنے کے بعد اس طرح درود شریف پڑھا ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَهُوَ لَهَا اَهْلٌ“ یعنی ”اے اللہ! محمد (ﷺ) پر درود بھیج کہ تو اسکے شایان ہے اور وہ تیرے لئے زیبا ہے“ پھر آپ ﷺ اپنے دونوں دست مبارک اٹھا کر اپنے چہرہ اقدس پر پھیر لئے۔ اسکے بعد آپ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو اسے تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ”ثَوَابُ هَذِهِ الْاَ طْعَمَةِ لِابْنِیْ اَبْرٰهَیْمَ“ یعنی اس طعام کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے لئے ہے (کتاب اوز جندی۔ ہدایہ الحرمین۔ انوار الرحمن لتتویر الجمان)

### نظر برآں

اہل سنت والجماعت نے مستحسن اور عمدہ سمجھ کر یہ طریقہ رائج فرمایا ہے کہ جب کسی کے نام ایصالِ ثواب کرنا چاہیں تو کچھ کھانا یا شیرینی پر سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار اور درود شریف پڑھ کر بارگاہ الہی میں یوں دعا کی جاتی ہے کہ ”ابھی جو کچھ پڑھا گیا جو بھی خیرات دی گئی اسکا ثواب فلاں کے نام پہنچا دے۔ اسی عمل کو عرف عام میں ”فاتحہ خوانی“ یا ”فاتحہ پڑھنا“ یا ”فاتحہ دینا“ کہا جاتا ہے جس کے ہر ایک جز کی بڑی فضیلت ہے مثلاً

سورہ فاتحہ کی فضیلت: ۱۔ قرآن میں جو سورتیں نازل ہوئیں ہیں ان سب میں



بہترین سورہ فاتحہ ہے۔ (مسند احمد۔ شعب الایمان۔ درمثور)

۲۔ سورہ فاتحہ افضل القرآن یعنی قرآن کا افضل حصہ ہے۔

(حاکم۔ شہقی۔ شعب الایمان۔ درمثور)

۳۔ ترازو کے ایک پلہ میں سورہ فاتحہ اور دوسرے پلہ میں قرآن شریف (بغیر سورہ فاتحہ) رکھا جائے تو اس طرح قرآن شریف سے سورہ فاتحہ سات گنا بڑھ جائیگا۔

(ابو نعیم۔ دلیلی۔ درمثور)

۴۔ جس کسی نے سورہ فاتحہ پڑھا تو گویا اس نے تورات، انجیل، زیور اور قرآن کو پڑھ لیا۔ (درمثور۔ ابو عبیدہ)

۵۔ عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھ کو بہترین سورہ کی خبر نہ دوں جو قرآن شریف میں نازل ہوئی ہو تو انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ فاتحہ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ ہے جو ہر بیماری کی دوا ہے۔ (احمد۔ شہقی۔ شعب الایمان۔ درمثور)

۶۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (دارمی۔ شہقی)

۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ سفر میں اپنی سواری سے ایک جگہ اتر کر چلنے لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بازو میں ایک صحافی بھی چلنے لگے۔ آنحضرت ﷺ انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے کہ میں تجھ کو افضل القرآن یعنی قرآن کے افضل حصہ کی خبر دیتا ہوں اور ان کو یوں تلاوت فرما کر سنانے لگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے وَلَا الضَّالِّیْنَ تک۔

(حاکم۔ ابو ذر۔ شہقی۔ شعب الایمان۔ درمثور)

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اس کام کیلئے ہے جس کیلئے تو اسکو پڑھے۔

(شہقی)

۹۔ ابلیس نے چار بار اپنی عمر میں نوحہ وزاری کی اور اپنے سر پر خاک ڈالی ہے۔

(i) جب کہ اس پر لعنت ہوئی (ii) جب کہ وہ آسمان سے زمین پر اتار آگیا۔

(iii) جبکہ حضور رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے

(iv) جب کہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے سانپ کاٹے ہوئے پتھرو کاٹے ہوئے، مرگی اور

دیوانے پر اس سورہ کو بطور منتر پڑھا ہے۔ (بخاری۔ مسلم و دیگر صحاح ستہ)

۱۱۔ سورہ فاتحہ عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر مظہری)

۱۲۔ دانتوں کے درد، دوسرے درد، شکم اور دوسرے دردوں کیلئے سورہ فاتحہ (۷ بار)

پڑھ کر دم کرنا مجرب ہے۔ (تفسیر عزیزی)

سورہ اخلاص کی فضیلت : ۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے سورہ

اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

۲۔ جس کسی نے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (سورہ اخلاص) پڑھا تو گویا اس نے تہائی

قرآن پڑھا۔ (درمنثور)

۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی

نے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (سورہ اخلاص) پڑھا تو گویا اس نے تہائی قرآن پڑھا۔ اور

جس کس نے اسکو دو مرتبہ پڑھا تو اس نے گویا دو ثلث قرآن پڑھا اور جس

نے اسکو تین دفعہ پڑھا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل کی ہوئی تمام

کتاویں کو پڑھ لیا۔ (درمنثور)

۴۔ جس کسی نے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (سورہ اخلاص) کو تین بار پڑھا تو گویا اس نے

تمام قرآن کو پڑھ لیا۔ (درمنثور)

۵۔ ایک شخص سورہ اخلاص کو ترتیل سے پڑھ رہا تھا تو حضرت رسول مقبول ﷺ

نے اس سے فرمایا کہ (اب اللہ سے) تو جو چاہے مانگ لے (درمنثور)

۶۔ ارشاد نبوی ہے کہ نیند آنے تک قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (سورہ اخلاص) پڑھے۔

(نسائی۔ ابوداؤد)

سورہ فاتحہ مع سورہ اخلاص کی فضیلت : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے فرش پر لیٹ کر سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھے گا وہ موت مقررہ کے سوا تمام بلاؤں سے امن میں رہے گا۔ (مسند بزاز) درود شریف کی فضیلت : ۱۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیگا اسکی دس خطائیں معاف کریگا اور اسکے دس درجے بلند فرمائیگا۔ (جامع صغیر)

۲۔ ارشاد نبوی ہے کہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھے تو اللہ اسکے لئے ایک قیراط (احد کے پہاڑ کے برابر) ثواب بھیجتا ہے (جامع صغیر)

۳۔ دعاء اللہ تعالیٰ سے محبوب (پردہ میں) رہتی ہے اس وقت تک جب تک کہ حضور محمد ﷺ اور اہلبیت پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ (جامع صغیر)

نوٹ : تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ”فضائل درود شریف“

طعام یا حلوے پر اعتراض کا جواب : (۱) ارشاد ربانی ہے ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“ (آل عمران ۹۲) یعنی تم ہر گز نیکی نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔

(۲) حضور رسول اکرم ﷺ کی پسند بھی ملاحظہ ہو ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوَاءَ وَالْعَسَلَ“ (بخاری شریف)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کو اسکے حقائق کے ساتھ پڑھ کر بارہ سال میں ختم فرمایا ختم کے روز ایک اونٹ ذبح فرمایا اور زیادہ طعام پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ (شہیق۔ تفسیر فتح العزیز)

(۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اکثر شکر بھری بوریوں خرید کر خیرات فرماتے تھے۔ استفسار پر فرماتے کہ شکر مجھے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے اسلئے میں اپنی محبوب ترین چیز خیرات کرتا ہوں۔

اسی کی تعمیل و تقلید میں اہل سنت والجماعت شیرینی، حلوا، پوریاں، شربت یا پلاؤ اور بریانی جیسی پسندیدہ چیزوں کے اطعام و تقسیم کے ذریعہ ایصالِ ثواب کرتے ہیں جس پر شریعت میں کہیں بھی ممانعت نہیں۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا: ارشاد ربانی ہے وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن۔ ۶۰) یعنی اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

دعاء کی فضیلت: ارشادات نبوی ہیں کہ:

ایک مومن کی دعا اپنے بھائی کیلئے مستجاب ہے۔ دعا عبادت ہے۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور دعا رحمت کی کنجی ہے۔ (جامع صغیر)

تمہارا رب ہمیشہ رہنے والا سخی ہے۔ جب بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ خالی پھیر دینے سے تمہارا رب شرماتا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ بیہقی)

دعا کے آداب: دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل اس طرح رکھیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار اونگل کا فرق و فاصلہ رہے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر مل لینا (پھیر لینا) چاہئے۔ یہی معتبر اور صحیح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

دعا کا طریقہ: آخر میں جس کو ثواب پہنچانا چاہیں اس کا نام لے کر اس طرح دعا کریں:

(۱) اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَا هٰذَا اِلٰی فُلَانٍ (مرحوم کا نام)

(رد مختار۔ شرح لباب ملا علی قاری)

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب (فلاں) کو پہنچا دے۔

نوٹ: اگر وقت ہو تو والدی و مرشدی حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری علیہ الرحمہ کی مرتبہ جامع دعائے ذیل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ اِلٰی رُوْحِ نَبِيِّكَ وَ حَبِيْبِكَ شَفِيعِ الْمَذْنِبِيْنَ وَ رَحْمَةِ الْعَلَمِيْنَ مُحَمَّدٍ نِّ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ. ثُمَّ اِلَىٰ اَزْوَاجِ جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْخُلَفَاءِ  
الرَّاشِدِيْنَ وَاَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاللّٰهُ الطَّاهِرِيْنَ  
وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَاِئِمَّةُ الدِّيْنِ وَسَائِرِ الْاَوْلِيَاءِ  
وَالصَّالِحِيْنَ وَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ  
وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ  
الرَّاحِمِيْنَ۔ خُصُّوصاً اِلَىٰ رُوْحِ فُلَانٍ (مرحوم کا نام)

ترجمہ : اے اللہ ! میں نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب تیرے نبی اور تیرے حبیب ،  
گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے اور سارے جہانوں کے لئے رحمت  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو پھر تمام نبیوں  
اور رسولوں اور خلفائے راشدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
ازواج مطہرات مومنوں کی ماؤں اور آپ کی آل پاک اور آپ کے صحابہ  
کرام اور شہیدوں اور دین کے اماموں اور جملہ اولیا اور صالحین اور تمام زندہ  
و مردہ مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی  
روحوں کو پہنچا تیری رحمت کے وسیلے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے  
والے ! خاص طور پر فلاں کی روح کو ثواب پہنچا۔

## دعاء مغفرت

(۱) استغفار یعنی مغفرت طلب کرنے کیلئے قرآنی دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں

(ب) یا پھر احادیث شریفہ میں مروی مغفرت کی چند دعائیں بھی کی جاسکتی ہیں :

۲۔ مثالیہ دعاء واستغفار پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُمْ بِحَقِّ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ  
اغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْشُرْنَا فِيْ زَمْرَةٍ مِّنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا  
اللّٰهُ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! لا الہ الا اللہ کے طفیل ہمیں انکے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں انکے بعد کی آزمائش میں نہ ڈال۔ اسکو بخشدے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اور ہمارا حشر ان کے زمرہ میں فرما جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔

ارشاد نبوی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسکے پڑھنے سے پڑھنے والے کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! جسکے پچاس سالہ گناہ نہ ہوں تو ؟ آپ نے فرمایا اسکے والدین اور قرابتداروں اور عام مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

زیارت 'ساتہ' دسواں 'چہلم' برسی اور عرس کا جواز

حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ" (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

یعنی جب تم میت پر نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو اس کے بعد خاص کر میت کیلئے دعا کرو۔ اسی ارشاد نبوی کی تعمیل میں اہل سنت والجماعت نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کے ذریعہ میت کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعائیں لگاتے ہیں۔

خواہ یہ دعاء فن کے بعد کی جائے یا سال کے بارہ مہینوں اور مہینہ کے تیس دنوں میں کبھی بھی کی جائے مذکورہ بالا حدیث شریف میں دیئے گئے حکم نبوی کے عین مطابق ہے ہر صورت میں یہ دعائیں کیلئے سامان بخشش اور ترقی درجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ وفات کے تیسرے روز فاتحہ سیوم یا زیارت 'ساتویں روز ساتہ یا فاتحہ ہفتم' دسویں روز دسواں یا فاتحہ دہم، ایک ماہ کے ختم پر فاتحہ ماہانہ 'چالیس روز کے بعد فاتحہ چہلم یا ربیعین اور سال کے ختم پر سالانہ فاتحہ برسی یا عرس کے نام سے جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اسکے پیچھے یہی نیک مقصد کار فرما ہے۔

دن یا مہینہ کا تعین : ویسے ان ایام میں فاتحہ کے لئے دن یا مہینہ کے تعین کا جواز بھی ذیل کی روایات سے ثابت ہے۔

۱۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیسرے 'ساتویں

اور چالیسویں دن نیز چھ ماہ اور ایک سال کے بعد صدقہ دیا۔

(انوار ساطعہ - خزائن الروایات)

۲۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے تیسرے دن خشک کھجور، اونٹنی کے دودھ اور جو کی روٹی پر فاتحہ خوانی میں سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار کی تلاوت فرمائی اور درود شریف پڑھا۔ (کتاب لوز جندی - ہدایت الحرمین)

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وفات کے تیسرے دن غمزدہ پسماندگان کے گھر میں جانا اور دعائے خیر کرنا اور کھانا بھیجنا سنت ہے کیونکہ حضور رحمۃ اللعلین ﷺ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آل جعفر کے گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادوں کی تعزیت اور ان کے لئے خصوصی دعائے خیر فرمائی اور کھانا بھیجا۔ (مدارج النبوة)

۴۔ میت کے وارثوں کی تعزیت اور ان کے لئے شریعت میں تین روز مقرر کئے گئے ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں میت کے پسماندگان کا وفات کے بعد تین روز تک گھریا مسجد میں بیٹھے رہنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تین روز تک تعزیت کیلئے لوگ آتے رہیں گے تاکہ انھیں تسلی اور تشفی دیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۵۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک اموات سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھانا مستحب (موجب ثواب) سمجھتے تھے۔ (شرح الصدور - ابو نعیم)

۶۔ میت کو چالیس روز تک زمانہ موت سے قرب کے سبب اپنے گھر کا شوق رہتا ہے۔ (انوار ساطعہ - خزائن الروایات)

۷۔ حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ (وفات کے بعد) مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ دروازے کہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی یہ سب کے سب روتے رہتے

ہیں۔ (شرح الصدور)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید جمعہ، عاشورہ اور شب برات میں اموات اپنے گھروں کو آتی ہیں۔ نیز حضرت عبدالحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ بعض علماء محققین کی روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کی شب اہل ایمان کی روحیں آزاد ہو کر اپنی قبروں سے اپنے گھروں کی طرف آتی ہیں جہاں زندگی میں مقیم تھیں اور وہاں کھڑی ہو کر بڑی غمگین آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے اہل خاندان اور اے میری اولاد ورشتہ دار! خیرات و صدقات دیکر ہم پر مہربانی کرو۔ ہم کو مت بھولو اور ہم پر ترس کھاؤ۔ روحیں اگر محروم ہو کر لوٹتی ہیں تو یہ کہتی جاتی ہیں کہ یا اللہ تو ان سب کو اپنی رحمت سے ناامید کر دے جیسا کہ انھوں نے ہمیں ناامید لوٹا دیا۔

(اشعۃ المعات۔ ایتان الارواح۔ خزائن الروایات)

۹۔ آنحضرت ﷺ ہر سال شہدائے احد کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے اور فاتحہ و دعا فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

لہذا وفات کے ایک سال بعد یا ہر سال عامۃ المسلمین کے ایصال ثواب کیلئے جو فاتحہ خوانی مع طعام منعقد کی جاتی ہے اسکو برسی کہتے ہیں اور اگر یہی محفل بزرگان دین یا مشائخ و صالحین کی یاد میں منعقد کی جاتی ہے تو اسکو ”عرس“ کہا جاتا ہے۔

نذر و نیاز کا جواز: (۱) حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے نذرمانی کہ مقام ”توانہ“ میں وہ اونٹ ذبح کر لیا۔ آپ ﷺ کو اسکی خبر دی گئی تو آپ نے پوچھا کہ کیا وہاں کوئی بت ہے جسکی زمانہ جاہلیت میں پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ کرام نے عرض کی ”نہیں“۔ پھر آپ نے پوچھا کیا وہاں انکی عیدوں میں سے کوئی عید ہوتی ہے۔ صحابہ نے جواب دیا ”نہیں“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اپنی نذر پوری کر“۔ اللہ کی نافرمانی میں نذر پوری نہ کی جائے اور اس چیز میں جسکا انسان مالک نہیں نذر کا پورا کرنا نہیں ہے۔ (ابوداؤد)



(۲) جب مثنوی شریف مولانا رومؒ ختم کی گئی تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شربت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس پر مولانا رومؒ کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت تقسیم ہونا شروع ہوا۔ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں نیاز کے دو معنی ہیں۔ ایک عجز و بندگی ہے جو خدا کے سوائے دوسرے کے واسطے نہیں بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ نیاز کے دوسرے معنی ہیں خدا کی نذر اور اس کا ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا جو جائز ہے۔ اس سے لوگ انکار کرتے ہیں۔ بھلا اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں غیر مشروع عوارض لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ (شائم امدادیہ)

(۲) مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے کپڑے اور مال خرچ کرنے کا ثواب مردے کی روح کو پہنچانا ہے۔ اور یہ کام مسنون ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ام سعد کا بیان ہے۔ یہ نذر لازمی ہو جاتی ہے۔ ان کا ذکر عمل مندور اور مصرف کے تعین کیلئے ہے اور مصرف اولیاء اور ان متوسلین اقارب خدام مرید اور ایسے ہی لوگ ہیں اور بلا شک و شبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے۔ اور اس نذر کا حکم یہی ہے کہ یہ نذر صحیح ہے۔ اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ شریعت میں قربت معتبر ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

(۴) اگر کہا جائے کہ یارب! میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو ہمارے کو شفا دے یا ایسا ہی کوئی مقصد بیان کرتے ہوئے کہہ سکے فلاں بزرگ کے آستانہ پر جو فقراء ہیں انھیں کھانا کھلاؤں گا تو یہ نذر تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے مگر جس بزرگ کا نام لیا گیا تو وہ مستحق محل صرف ہیں لہذا یہ نذر جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

(۵) منکرین فاتحہ کے معروف پیشوا محمد اسماعیل صاحب مصنف تقویۃ الایمان نے تک لکھا ہے کہ اگر گزرے ہوئے بزرگان دین قدس اللہ اسرار ہم کی نذر کی جائے تو جائز ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عالم دنیا سے عالم برزخ میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے وہ کھانے سے مستفید نہیں ہو سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب انکی پاک روحوں کو پہنچاتا ہے۔ پس انکی

حالت زندگی میں اور مرنے کے بعد مساوی ہے۔ (زبدۃ الصالح)

۶۔ یہی محمد اسماعیل صاحب دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ فاتحہ عرس اور نذر و نیاز کے مروجہ کاموں میں سے اس کام میں جو خوبی ہے اس میں شک و شبہ نہیں ہے۔ (صراط مستقیم)

عوام کیلئے تخفیف عذاب اور خواص کیلئے بلندی درجات: برسی اور عرس میں بڑا فرق یہ ہے کہ عام مسلمان مردوں اور عورتوں کی ارواح اگر خدا نخواستہ قبر کی تکلیف یا عذاب سے دوچار ہوں تو برسی میں ایصالِ ثواب کے ذریعہ انکے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ والے خاصانِ خدا اور صوفیہ و اولیاء اللہ کی پاکیزہ ارواح پہلے ہی نور و رحمت سے آراستہ ہوتی ہیں ان کی یاد میں عرس کی تقاریب کے انعقاد سے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بلندی درجات کی کوئی حد یا انتہاء ہی نہیں۔ قیامت تک درجات کی اس بلندی میں اضافہ پر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

واضح ہو کہ ایصالِ ثواب کے ان مواقع پر

- ۱۔ اپنے یا غیر کو خواہ وہ زندہ ہو کہ مردہ، قریب و دور ہو کہ بیگانہ، اپنی عبادت بدنی یا مالی صدقہ ہو یا تلاوت قرآن اسکا ثواب پہنچانا شرعاً جائز ہے۔ اہل سنت والجماعت کے پاس ثواب ضرور انہیں پہنچتا ہے۔ (رد مختار شامی)
- ۲۔ نیز اموات کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اقرباء، اغنیاء، فقرا اور مساکین کو طعام کھلانا جائز ہے۔ (ہدایہ۔ کفایہ)

## منکرین کی ایک غلط دلیل کا جواب

ایصالِ ثواب کے منکرین اپنی تائید میں جو قرآنی آیت پیش کرتے ہیں وہ ہے

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (نجم۔ ۳۹)

ترجمہ: اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جسکی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس آیت شریفہ کا وہ لوگ یہی مفہوم لیتے ہیں کہ ہر شخص کو انہی اعمال کا اجر ملے گا جو اس نے خود کئے ہیں اور کسی کے عمل کا ثواب کسی دوسرے انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔

(۱) اس باطل عقیدہ کا حامل معتزلہ نامی ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے جو کبھی کے معدوم ہو

چکا ہے۔ علاوہ ازیں آجکل کیونسٹ ذہنیت رکھنے والے لوگ جو محنت کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ بھی اس آیت کا یہی مطلب اخذ کرتے ہیں کہ ہر انسان صرف اسی چیز کا حقدار ہے جو اس نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کی ہے جو قرآن فہمی کے تقاضوں کے مغائر ہے کیونکہ ایسا خود ساختہ مفہوم اختیار کیا جائے تو پھر میراث، وصیت، زکوٰۃ، صدقات اور ہبہ کے احکام کے علاوہ استغفار سے متعلق ایک نہیں بیسیوں قرآنی آیات متعارض ہو جائیں گی۔ مثلاً رسالہ ہذا کے ابتدائی حصہ میں ایصالِ ثواب کے ثبوت میں ہم نے متعدد قرآنی آیات سے بحث کی ہے جن میں کہیں مسلمانوں کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے، کہیں مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش کیلئے فرشتوں کے استغفار کا ذکر ہے، کہیں انبیاء کرام کی جانب سے اپنے والدین، اپنی اولاد اور مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش کی دعائیں مانگنے کا بیان ہے۔

منکرینِ ایصالِ ثواب کے بقول اگر استغفار اور دعاؤں کا میت کو کوئی نفع نہیں پہنچتا تو ان لا حاصل کاموں میں انبیاء اور ملائکہ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے رہے اور ہمیں کیوں اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا۔ پھر تو نماز جنازہ جو دعائے مغفرت ہے وہ بھی بے سود اور لا حاصل ہو جائیگی۔

اس طرح کئی قرآنی آیات ہی نہیں بلکہ رسالہ ہذا کے پچھلے صفحات پر پیش کی گئی بے شمار ایسی احادیث شریفہ بھی بے معنی ہو کر رہ جائیگی جن سے ایصالِ ثواب کا واضح ترین ثبوت ملتا ہے۔ اسلئے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہم اپنے اعمالِ نیک کا ثواب اپنے والدین اور دوسرے مومنین کو پہنچا سکتے ہیں اور اس سے انھیں یقیناً فائدہ پہنچتا ہے۔

شیخ اسماعیل حقیؒ اور علامہ صاویؒ منکرینِ ایصالِ ثواب کے پیشوائے اعظم یعنی شیخ تقی الدین ابو العباس لنی تیمیہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ شیخ لنی تیمیہ نے کہا کہ ”جو یہ اعتقاد رکھے کہ انسان کو صرف اپنے ہی عمل سے نفع ہوتا ہے تو اس نے اجماع کے خلاف کیا۔“ (تفسیر روح البیان۔ حاشیہ تفسیر جلالین)

چنانچہ احناف کا مسلک یہی ہے کہ کوئی شخص اپنے ہر نیک عمل مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، ذکر، صدقہ، عمرہ اور حج وغیرہ کا ثواب دوسرے مسلمان کو ضرور بخش سکتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ نجم کی آیت (۳۹) منسوخ ہے اور اسکی نسخ آیت یہ ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (طور-۲۱)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان کے ساتھ انکی پیروی کرتی رہی تو ہم نے انکی اولاد کو ان سے ملا دیا اور انھیں انکے عمل میں کچھ کمی نہ دی۔

مراد یہ ہے کہ اگر مانباپ بلند درجہ ہیں اور اولاد اس درجے کے مستحق نہ ہو سکی مگر ہے مومن تو اولاد کو جنت میں مانباپ کا درجہ ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آباء و اجداد کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کر دیتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ درجہ و مرتبہ ماں باپ کو اپنے عمل کی وجہ سے ملا تھا اور انکے نیک عمل کی بدولت ان کی اولاد کو ملا۔ حالانکہ اولاد نے وہ عمل ہی نہیں کیا تھا۔

(۳) سورہ نجم کی آیت (۳۹) کی بعض نے یوں توجیہ کی ہے کہ اس آیت میں ”انسان“ سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ کفار کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔

اور اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ایصالِ ثواب سے صرف اس شخص کو نفع پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔ جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اسے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ (ضیاء القرآن)

المختصر ہم نے قرآن حدیث فقہ اور سلف صالحین کے عمل کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کی وفات کے بعد اگرچہ کہ اسکے عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے لیکن اپنی زندگی میں اسکی جانب سے کئے گئے کسی نیک عمل یا صدقہ جاریہ کے علاوہ دیگر زندہ مسلمانوں کی جانب سے فاتحہ خوانی، اطعام طعام اور دعائے مغفرت کا ثواب میت کو ضرور پہنچتا ہے۔

۲۔ میت کو زندوں کی بدنی عبادت اور مالی عبادت کے علاوہ ان دونوں سے مرکب عبادت کا ثواب ضرور پہنچتا ہے۔

۳۔ کھانے کی کوئی چیز از قسم میوہ، طعام یا شیرینی تقسیم کرنے کے ذریعہ بھی میت کو ایصالِ ثواب ضرور ہوتا ہے۔

۴۔ طعام سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا پوجا پاٹ یا شرک و کفر ہر گز نہیں بلکہ سنت رسول کے عین مطابق ہے۔

۵۔ فاتحہ اور نذر و نیاز کرنے والے کو بھی پورا اجر حاصل ہوتا ہے اور جن مرحومین یا جملہ مومنین و مومنات کے لئے فاتحہ و دعائے خیر کی گئی ہو ان سب کو بھی فرداً فرداً اسی کے برابر ثواب ملتا ہے کوئی کمی نہیں ہونے پاتی۔

۶۔ سیوم (زیارت یا تیجہ)، ہفتم (ساتھ)، دہم (دسواں)، چہلم (اربعین یا چالیسواں) برسی (سالانہ) کے نام سے فاتحہ ہر طرح جائز اور میت کیلئے ایصالِ ثواب کا باعث ہے۔ اسی طرح ربیع المنور میں میلادِ مصطفیٰ یا بارہویں شریف، محرم میں محفلِ عاشورہ و مجالس شہادت اور سبیل لگانا، ماہِ رجب میں کوئٹے، کندوری، ماہِ ربیع الثانی میں یازدہم یعنی گیارہویں شریف، ماہِ رجب میں رجبی شریف، حضرت ابو علی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمہ کی نیاز سہ منی شریف، حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی نیاز مبارک اور مشائخ و صالحین کے سالانہ عرس وغیرہ کے نام سے جو جو فاتحہ جات اور نذر و نیاز عام ہیں وہ سب ہر طرح سے جائز اور ایصالِ ثواب و بلندی درجات کی مختلف شکلیں ہیں۔

۷۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن باتوں کو دین میں جائز اور حلال فرمایا ہے انکو حرام ٹھہرانا، اللہ اور رسول پر جھوٹی تہمت لگانے کے برابر ہے جو ایک بدترین گناہ ہے چنانچہ قرآن میں ارشادِ ربانی ہے قُلْ اَرَأَيْتُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَ حَلٰلًا قُلْ اللّٰهُ اِذْنَ لَكُمْ اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (یونس-۵۹) یعنی اے محبوب! فرما دو کہ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام ٹھہرالیا۔ اے محبوب! کہہ دو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

## ماخذ

تفسير روح البیان	دیلمی	فتاوی عالمگیری	جذب القلوب
تفسیر خازن	دارمی	رد مختار	رحمة الله في اختلاف الائمة
تفسیر جلالین	جامع صغیر	فتح القدیر	انتباه في سلاسل لولياء الله
تفسیر مظہری	ادب مفرد بخاری	ہدایہ	الارثین في مبشرات النبی الامین
تفسیر فتح العزیز	کنز العمال	تاتار خانیه	تذکرۃ الموتی والقبور
تفسیر ضیاء القرآن	اشعۃ الممعات	محیط	فوائد زنجانی
تفسیر درمثور	اتقان	شامی	کتاب اوز جندی
بخاری	حجۃ اللہ العالمین	کفایہ	ہدایۃ الحرین
مسلم	شعب الایمان	بحر الرائق	رسالہ زیارت قبور
ترمذی	بزاز	غرائب	انوار الرحمن لتعویہ الجمان
ابوداؤد	ابو نعیم	شرح لباب	انوار ساطعہ
ابن ماجہ	ابن مردویہ	فتاوی عزیزیه	خزانۃ الروایات
نسائی	ابن ابی حاتم	امداد الفتاوی	ایمان الارواح
موطا	ابن عساکر	بدائع	کشف الحجاب عن مسئلہ ایصال الثواب
مشکوۃ	ابن جریر	شرح عقائد نسفیہ	شائم امدادیہ
طبرانی	عبد بن حمید	شرح الصدور	زبدۃ الصالح
یہیعی	ابن المذہر	نور العرفان	تحذیر الناس
احمد	ابن شیبہ	مدارج النبوة	صراط مستقیم
حاکم	نصاب الاحساب	مذاق العارفین	شمس التوارخ
دارقطنی	کتاب التجنیس	طی الفرائخ	غیاث اللغات